اُن ﷺ سے دُوری شبِ اندھیرا، قربِ اُن ﷺ کا روشنی — جائیں کیوں تاریکیوں میں یہ اجالا چھوڑ کر!

مُسلسل اشاعت کے ۵۰ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ماہنامہ ملتان

لولاک

شمارہ ۵ جلد ۱۹ | جمادی الاول ۱۴۳۳ اپریل 2012

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

جامع مسجد محمود فیصل آباد کا بیرونی منظر

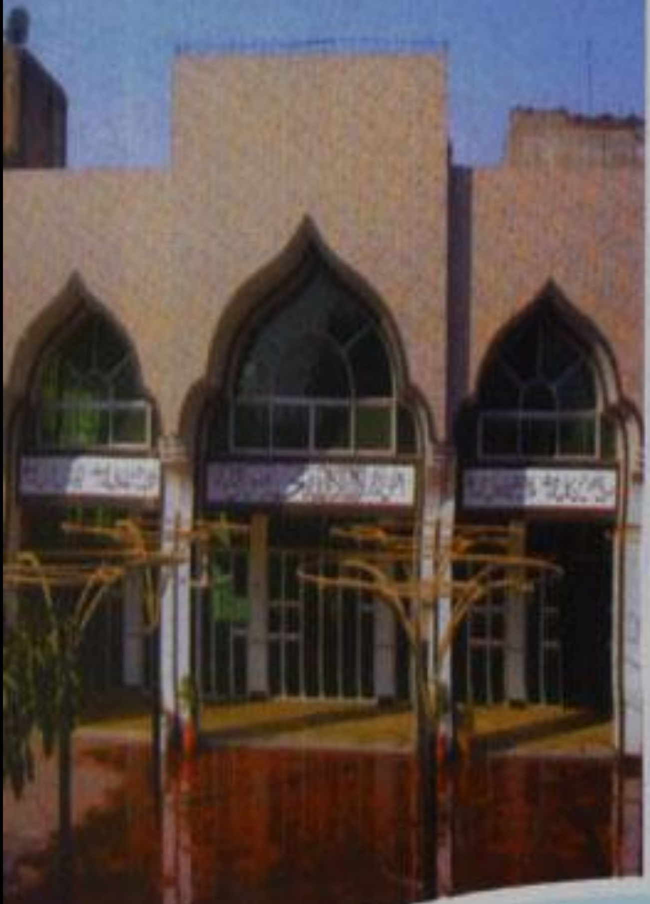

رسولِ اکرم ﷺ کی صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن

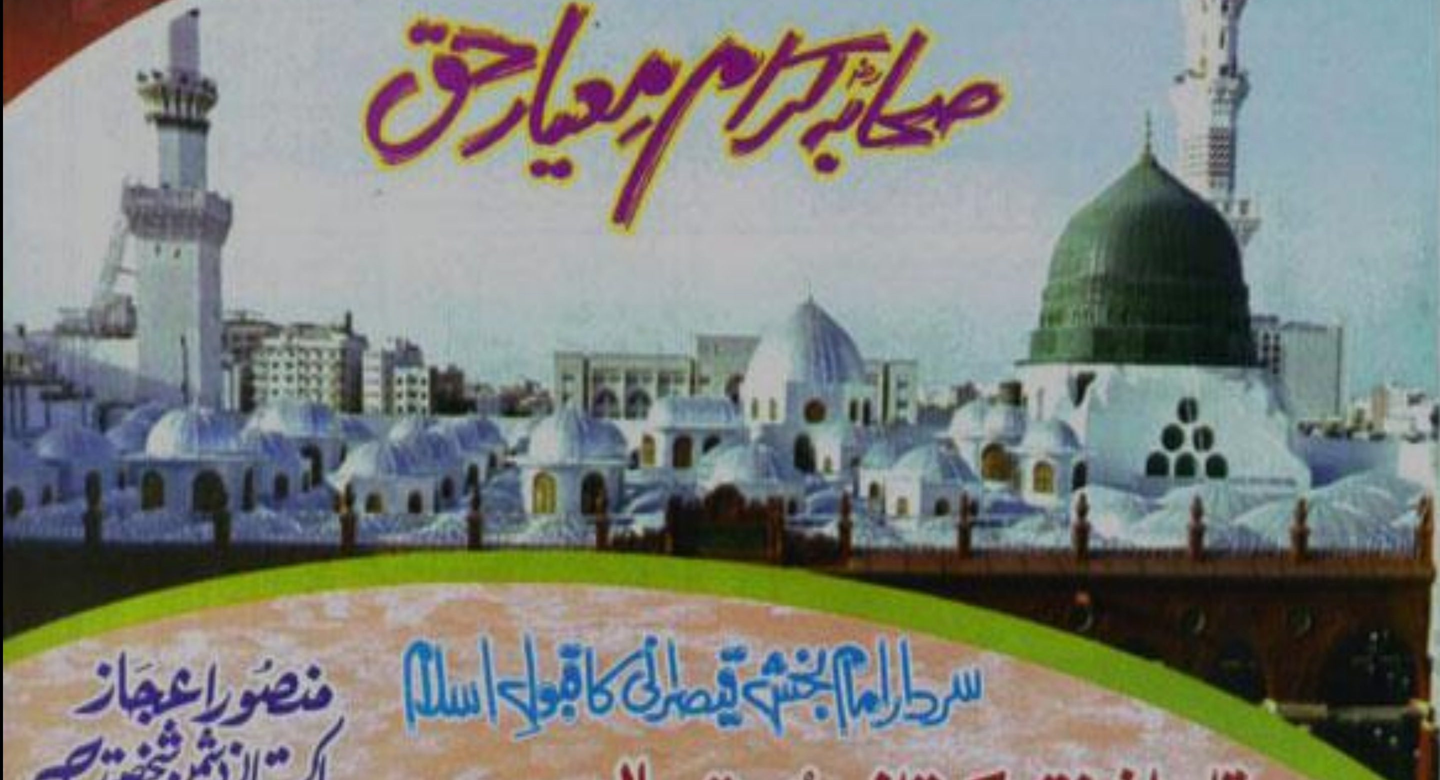

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق

سردار امام بخش قیصرانی کا قبولِ اسلام

قادیانی فتنہ کی تازہ صورتحال

منصور اعجاز پاکستان دشمن شخصیت

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۵ ○ جلد: ۱۶

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمہ اللہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ محمد بشیر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

حضرت [illegible]

مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

حضرت مولانا محمد عبدالرحمن میانویؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

فاتح اسلام مولانا لال حسین اخترؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفی	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفی چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: [illegible] مقام اشاعت: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كلمة اليوم

قادیانی فتنہ کی تازہ صورتحال	مولانا اللہ وسایا	3
بھائی عبدالرزاق کو صدمہ	مولانا اللہ وسایا	5

مقالات ومضامین

رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمہ اللہ	6
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم......معیار حق	جناب محمد عرفان الحق	11
انوکھا سفر	مولانا عطاء الحق قلبی	14
ماسٹر تاج الدین انصاری رحمہ اللہ	جناب امین الدین انصاری	16
علامہ مفتی مدرار اللہ مدرار نقشبندی کا ایک واقعہ	قاری محمد عرفان	23
مولانا سید محمد انور شاہ بخاری رحمہ اللہ کا وصال	جناب عبدالرحمن جامی	25
تبلیغی مرکز رائیونڈ کے استاد مولانا محمد اکرم کا سانحہ ارتحال	قاری عبدالستار	27

ردقادیانیت

مولانا اللہ وسایا کی ایک قیصرانی سردار سے گفتگو	مولانا غلام رسول دین پوری	28
احتساب قادیانیت جلد ۴۰ کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	37
منصور اعجاز...... پاکستان دشمن شخصیت	محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ	42
سردار امام بخش قیصرانی کا قبول اسلام	مولانا محمد علی صدیقی	46

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	49

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

قادیانی فتنہ کی تازہ صورت حال!

کسی بھی فتنہ کے چار دور ہوتے ہیں۔ اس کی ابتداء، اس کا عروج، اس کا زوال، اور اس کی انتہاء، قادیانیت کی ابتداء یہ ہے کہ اسے انگریز نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے تخلیق کیا۔ قادیانیت کے عروج کا وہ زمانہ کہا جاسکتا ہے۔ جب یہ ایوبی دور میں پاکستان میں اقتدار کے خواب دیکھتے تھے۔ قادیانیت کا زوال اس دن شروع ہوا۔ جب ان کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اب تو یہ پوزیشن ہے کہ قادیانی دھرم کے چیف گرو پر ایسا ان دیکھا خوف طاری ہے کہ وہ پاکستان میں قدم نہیں رکھ سکتا۔

آخری مرحلہ قادیانیت کے اختتام کا ہے۔ جس کی طرف قادیانیت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ ان سطور کے ذریعہ چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔

الف...... جہلم سے پنڈی جاتے ہوئے جی.ٹی روڈ پر ایک قصبہ گجر خان آتا ہے۔ اس سے شمال کی جانب ایک گاؤں چنگا بنگیال نام کا ہے۔ یہاں کا ایک شخص فضل احمد، مرزا قادیانی کے ہاتھ پر قادیانی ہوا۔ مرزا محمود کے زمانہ میں یہ فضل احمد اخبار الفضل قادیان کا ایڈیٹر بھی رہا۔ چنگا بنگیال کی آبادی میں چند ڈھوک ہیں۔ ان میں پچیس گھرانے قادیانیوں کے تھے۔ ۸/جنوری ۲۰۰۴ء میں فقیر کا ایک قادیانی مربی سعید سے یہاں مناظرہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کا معاملہ فرمایا۔ گاہے بگاہے بہت سے گھرانے مسلمان ہوئے۔ اس مناظرہ کے لئے فقیر کو جناب محمد آصف پروفیسر لے گئے۔ ان کا خاندان بھی قادیانی تھا۔ کئی گھرانے مسلمان ہوئے۔ اب ایک شخص محمود صاحب قادیانی تھے بیمار ہوئے۔ اپنے چار صاحبزادوں کو بلایا اور کہا کہ بیٹا تم بھی قادیانی ہو۔ میں بھی بظاہر قادیانی تھا۔ اب میری موت کا وقت قریب ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں۔ کوئی قادیانی میرے جنازہ میں آپ لوگوں سمیت شریک نہ ہو۔ مرنے کے بعد مجھے مسلمانوں کے سپرد کر دینا۔ وہ مجھے غسل دیں۔ جنازہ پڑھیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں۔ میں عرصہ سے قادیانیت پر لعنت بھیج چکا۔ یہ معاملہ میرے اور میرے رب کے درمیان راز تھا۔ آج اعلان ضروری سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ محمود صاحب کے تمام بیٹوں نے اسی وقت باپ کے سامنے اسلام قبول کر لیا۔ محمود صاحب فوت ہوگئے۔ پروفیسر آصف صاحب کے حکم پر فقیر نے تعزیت کے لئے سفر کیا۔ بحمدہ تعالیٰ درجنوں سابقہ قادیانی حال نومسلم لوگوں نے استقبال کیا۔ یہ سب ختم نبوت کی بہاریں ہیں۔ اگر یہاں پچیس گھرانے قادیانی تھے۔ تو اب صرف سات گھرانے قادیانی رہ گئے ہوں گے۔ باقی سب مسلمان ہوگئے۔ یہ صرف ایک دو ڈھوکوں کی رپورٹ ہے۔ ورنہ تو نتائج حیران کن ہیں۔ فالحمدللہ!

ب...... چھوکر خورد ضلع گجرات میں ایک شخص قادیانی ہوا تھا۔ اس کے بیٹے کا نام فضل الٰہی تھا۔ اس کا بیٹا غلام عباس اور وہ اس کی تمام اولاد مسلمان ہوگئی۔ اوّلاً جو شخص قادیانی ہوا اس کے پوتے اب دینی مدارس چھوکر

خورد اور جامعہ حسینیہ نکودر ضلع جہلم میں دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عالم باعمل بنائیں۔

ج…… اس چھوکر خورد میں ایک اور شخص فیض رسول نمبردار قادیانی ہوا۔ اس کا بیٹا غلام رسول نمبردار قادیانی تھا۔ (فقیر کا اس سے ۴؍فروری ۱۹۹۸ء کو مناظرہ ہوا) یہ چار بھائی دو بہنیں ان کے داماد سب قادیانی تھے۔ آہستہ آہستہ کرکے تمام قادیانی چھوکر خورد چھوڑ گئے۔ ان کی زمین ومکان موجود، لیکن قادیانی قادیانیت سمیت اس گاؤں سے غائب۔ گویا پورا گاؤں قادیانیت کی نحوست سے صاف ہوگیا۔ کچھ مسلمان ہوگئے۔ کچھ گاؤں چھوڑ گئے۔ رہے نام اللہ کا۔

ج…… جہلم کے قریب محمود آباد ہے۔ خالصتاً قادیانی آبادی۔ عرصہ ہوا ایک پروفیسر منور احمد ان کے بھائی جو قادیانی جماعت کے مربی تھے مسلمان ہوئے۔ انہوں نے جامعہ حنفیہ جہلم کو مسجد کے لئے جگہ دی۔ جامعہ کے مہتمم مولانا قاری خبیب احمد صاحب مرحوم نے وہاں مسجد ومدرسہ قائم کیا۔ یہ مرکز جہاں دینی تعلیم کی ترویج کا باعث ہے وہاں قادیانیوں کے لئے آیۃ من آیات اللہ ہے۔ ابھی محرم الحرام میں وہاں محمود آباد میں مزید گیارہ افراد نے جامعہ حنفیہ کے مفتی مولانا محمد شریف کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ جامعہ حنفیہ جہلم کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد ابوبکر صدیق نے ان نومسلم بھائیوں کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ اس موقعہ پر فقیر راقم نے بھی ان کی زیارت کی۔

د…… ہفت روزہ ختم نبوت کراچی جلد۳۱ شمارہ۴ ص۱۲، مورخہ ۳۱؍جنوری ۲۰۱۲ء میں انڈونیشیا کے ایک سو چونسٹھ قادیانیوں کے اسلام قبول کرنے کی تفصیلات ہیں۔

ھ…… شیرگڑھ کوٹ قیصرانی تحصیل تونسہ میں قیصرانی قبیلے کا چیف سردار امیر محمد قادیانی تھا۔ خانقاہ سلیمانیہ تونسہ شریف کے سجادہ نشین حضرت خواجہ نظام الدینؒ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ کچھ عرصہ بعد پھر مرتد ہوگیا۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اسے اللہ تعالیٰ کی دھرتی جگہ نہ دے گی۔ یہی ہوا جب مرا تو قادیانیوں نے اسے گاؤں کی مسجد میں دفن کیا۔ تحریک چلی اس کی لاش کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ اس کے خاندان سے سردار ظہور احمد خان قیصرانی مسلمان ہوا۔ اس کا جانشین سردار میر بادشاہ خان قیصرانی موجودہ ایم.پی.اے ان کی تمام اولاد بحمدہ تعالیٰ مسلمان ہے۔

و…… امیر محمد خان قادیانی کا بیٹا سیف الرحمٰن ریلوے آفیسر قادیانی تھا۔ اس کی قبر چناب نگر قادیانی مرگھٹ میں واقع ہے۔ اس کا بیٹا اور امیر محمد خان کا پوتا سردار امام بخش خان قیصرانی چیف آف شیرگڑھ جو بیرسٹر وبار آیٹ لاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی کہ ۲۹؍جنوری ۲۰۱۲ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے ہاں جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں حاضر ہوئے۔ اس موقعہ پر انہوں نے ذیل کا اقرارنامہ لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

منکہ مسمی سردار امام بخش قیصرانی ولد سردار سیف الرحمان خان قیصرانی سکنہ شیرگڑھ تونسہ شریف ڈیرہ غازیخان خداوند قدوس کو حاضر ناظر جانتے ہوئے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو غیر مشروط طور پر آخری نبی ورسول مانتا ہوں اور آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی

ولد مرزا غلام مرتضیٰ سکنہ قادیان ضلع گورداس پور انڈیا کو دعویٰ نبوت میں دجال و کذاب، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ نیز مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مذہبی مصلح ماننے والے قادیانی اور لاہوری گروپوں جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں کو بھی دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ نیز آئندہ میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اللہ پاک مجھے دین اسلام اور عقیدۂ ختم نبوت پر استقامت عطاء فرمائے۔ دستخط: سردار امام بخش خان قیصرانی

بعد میں ذیل کے حضرات نے گواہی کے طور پر دستخط کئے:

۱...... میرے سامنے سردار صاحب نے دستخط کئے۔ عبدالعزیز لاشاری امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تونسہ شریف

۲...... حبیب الرحمٰن، جامعہ محمدیہ تونسہ شریف۔

۳...... محمد اقبال، مبلغ ختم نبوت ڈیرہ غازی خان۔

۴...... احقر: غلام حسین شیر گڑھ۔

۵...... جمیل احمد شیر گڑھ، مدرس مدرسہ دارالقرآن کہروڑپکا۔

ان کے اسلام قبول کرنے کا تونسہ شریف کی پوری تحصیل میں خیر مقدم کیا جارہا ہے اور توقع کی جارہی ہے کہ قیصرانی برادری کے دیگر افراد بھی قادیانیت کو ترک کرنے والے ہیں۔ وماذالك علےٰ الله بعزیز!

ان واقعات سے میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ قادیانیت ختم ہوگئی۔ تاہم اتنا تو کہے بغیر چارہ نہیں کہ قادیانیت اپنے خاتمہ کی طرف بڑھ رہی ہے۔

قارئین! شاید کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ کہیں نہ کہیں سے خوش کن خبر نہ ملے۔ اللہ تعالیٰ اس محاذ کے تمام رفقاء کی محنتوں کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین!

بھائی عبدالرزاق کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹ ادو کے امیر جناب بھائی عبدالرزاق کے دو دامادوں کا ایک ہی دن میں انتقال ہوگیا۔ جن میں سے ایک داماد بھائی محمد عمران جو رائے ونڈ مرکز میں کینٹین پر کافی عرصہ سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ دن میں ہارٹ اٹیک کی وجہ سے انتقال ہوا۔ رات کو جنازہ میں دوسرے داماد بھائی محمد وسیم نے شرکت کی۔ لیکن یہ بھی رات ۱۱ بجے کے قریب جنازہ سے واپسی پر حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔ دوسرے دن ان کا جنازہ ہوا۔ اور اسی ایکسیڈنٹ میں بھائی عبدالرزاق کے چھوٹے بھائی مولانا محمد عارف کے سالہ بھی بہت زیادہ زخمی ہوئے بالآخر وہ بھی تیسرے روز اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ایک ہی گھرانے میں تین آدمی یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اتنا بڑا سانحہ بہت ہی دل سوز ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی عبدالخالق اور دیگر جماعتی حضرات نے ان کے لئے دعائیہ کلمات کہے اور تعزیت کی۔ جملہ قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ ان سب مرحومین کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دیں اور بھائی عبدالرزاق اور ان کی دو صاحبزادیوں اور مولانا محمد عارف اور تمام گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین!

رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادیاںؓ!

قسط نمبر:۲

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری!

حضرت فاطمۃ الزہراءؓ

حضرت فاطمہؓ سید عالم ﷺ کو اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ پیاری تھیں۔ علماء نے ان کو آپ ﷺ کی صاحبزادیوں میں عمر میں سب سے چھوٹی بتایا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ جواب میں فرمایا کہ فاطمہؓ۔ سائل نے دریافت کیا کہ مردوں میں کون زیادہ محبوب تھا۔ جواب میں فرمایا کہ فاطمہؓ کا شوہر۔

الاصابہ میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی ولادت سید عالم ﷺ کی عمر شریف کے اکتالیسویں سال ہوئی۔ مدائنی فرماتے ہیں کہ ان کی ولادت اس وقت ہوئی جبکہ آنحضرت ﷺ کی عمر شریف ۳۵ سال تھی اور اس وقت قریش کعبۃ اللہ کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے اور سید عالم ﷺ بھی ان کے ساتھ مشغول تھے۔

جب سید عالم ﷺ کو اللہ رب العزت کی جانب سے تبلیغ کا حکم ہوا اور آپ ﷺ نے بامر الٰہی توحید کی دعوت دینا شروع کر دی تو قریش مکہ آپ ﷺ کے دشمن ہوگئے اور طرح طرح سے آپ ﷺ کو ستانے لگے۔ آپ ﷺ کی تکلیف سے آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہؓ اور آپ ﷺ کی اولاد سب ہی کو تکلیف پہنچتی اور دکھ ہوتا تھا۔ حضرت فاطمہؓ اپنی کم عمری میں ان تکلیفوں کو سہتی تھیں۔ ایک مرتبہ سید عالم ﷺ نے کعبہ شریف کے قریب نماز کی نیت باندھ لی۔ وہیں قریش اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان میں سے ایک بدبخت نے حاضرین مجلس سے کہا کہ:

بولو تم میں سے کون اس کام کو کر سکتا ہے کہ فلاں خاندان نے جو اونٹ ذبح کیا ہے۔ اس کی اوجھڑی اور خون اور لید لے آئے اور پھر جب یہ سجدہ میں جائیں تو ان کے کاندھوں کے درمیان رکھ دے۔ یہ سن کر ایک شقی اٹھا جو اس وقت کے حاضرین میں سے زیادہ بدبخت تھا۔ اس نے یہ سب گندی چیزیں لا کر سید عالم ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیں اور آپ ﷺ سجدہ ہی میں رہ گئے۔ آپ ﷺ کا یہ حال دیکھ کر ان لوگوں نے (بے خود ہوکر) ہنسنا شروع کیا اور اس قدر ہنسے کہ ہنسی کی وجہ سے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔

کسی نے یہ ماجرا دیکھ کر حضرت فاطمہؓ کو جا کر خبر دی۔ اس وقت وہ نو عمر تھیں۔ خبر پا کر دوڑی چلی آئیں اور سید عالم ﷺ کے مبارک کاندھوں سے اٹھا کر وہ گندگی پھینک دی اور ان لوگوں کو برا کہنے لگیں۔ پھر جب سید عالم ﷺ نماز سے فارغ ہوگئے تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ بددعا فرمائی۔ آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب دعا فرماتے تو تین مرتبہ فرماتے تھے اور جب اللہ سے سوال کرتے تھے تو تین مرتبہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اول تو قریش کے لئے بددعا کی۔ اللّٰھم علیک بقریش (اے اللہ! تو قریش کو سزا دے۔) اور اس کے بعد قریش کے سرغنوں کے نام لے کر ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ بددعا فرمائی۔

الغرض حضرت فاطمہؓ کا بچپن دین کے لئے تکلیفیں سہنے میں گزرا۔ حتیٰ کہ سید عالم ﷺ نے قریش کی ایذاؤں سے بچنے کے لئے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔

ہجرت: سید عالم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رفیق سفر بنا کر ہجرت کی تھی اور آپ ﷺ اپنے تمام کنبہ کو مکہ معظمہ ہی میں چھوڑ گئے تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی آپ ﷺ کا پورا اتباع کیا اور اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر آپ ﷺ کے ساتھ چلے گئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سید عالم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ہم دونوں بیویوں حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ کو اور اپنی صاحبزادیوں کو مکہ ہی میں چھوڑ کر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر جب آپ ﷺ مقیم ہوگئے تو زیدؓ بن حارثہ اور ابورافعؓ کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر مکہ بھیجا۔ تاکہ ہم سب کو مدینہ منورہ لے جائیں اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس مقصد سے دو یا تین اونٹ دے کر آدمی بھیجا اور اپنے بیٹے عبداللہؓ کو لکھ دیا کہ سارے کنبے کو لے آؤ۔ چنانچہ سید عالم ﷺ اور صدیق اکبرؓ کے سب گھر والوں نے ایک ساتھ مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ اس قافلہ میں حضرت فاطمہؓ اور ان کی بہن حضرت ام کلثومؓ اور ام المومنین حضرت سودہؓ اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات تھے۔

جس وقت یہ قافلہ مدینہ منورہ پہنچا۔ سید عالم ﷺ مسجد کے آس پاس اپنے اہل وعیال کے لئے حجرے بنوا رہے تھے۔ ان ہی میں آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں اور ام المومنین حضرت سودہؓ کو ٹھہرا دیا۔

شادی: ہجرت کے بعد ۲ ہجری میں سید عالم ﷺ نے حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کا نکاح کر دیا۔ اس وقت سیدہ فاطمہؓ کی عمر پندرہ سال کچھ ماہ تھی۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کی عمر اکیس سال کچھ ماہ تھی۔ (الاستیعاب)

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ پہلے حضرت صدیق اکبرؓ نے سید عالم ﷺ کو پیغام دیا کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ سے میرا نکاح کر دیں۔ لیکن آپ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ نے بھی یہی پیغام دیا۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کے پیغام کا بھی کچھ جواب نہ دیا۔ جبکہ ان دونوں اکابر کو معلوم ہوگیا کہ آپ ﷺ ہمارے نکاح میں نہ دیں گے تو دونوں نے حضرت علیؓ کو رائے دی کہ تم اپنے لئے پیغام دو۔ حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ مجھے انہیں حضرات نے اس چیز کی طرف متوجہ کیا جس سے میں غافل تھا۔ ان کے توجہ دلانے سے میں سید عالم ﷺ کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا اور پیغام نکاح دے دیا۔

مسند امام احمدؒ میں حضرت علیؓ کا واقعہ خود ان کی زبانی نقل کیا ہے کہ جب میں نے سید عالم ﷺ کی صاحبزادی کے بارے میں اپنے نکاح کا پیغام دینے کا ارادہ کیا تو میں نے دل میں کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر یہ کام کیونکر انجام پائے گا؟۔ لیکن اس کے بعد ہی معاً دل میں سید عالم ﷺ کی سخاوت اور خوادنوازی کا خیال آ گیا اور سوچ لیا کہ آپ ﷺ خود ہی کچھ انتظام فرمادیں گے۔ لہٰذا میں نے حاضر خدمت ہو کر پیغام نکاح دے دیا۔ آپ ﷺ نے سوال فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ ہے؟۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا وہ زرہ کہاں گئی جو میں نے تم کو فلاں روز دی تھی؟۔ میں نے عرض کیا جی ہاں وہ تو ہے۔ فرمایا اس کو مہر میں دے دو۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب میں اپنا پیغام دیا تو سید عالم ﷺ نے سوال فرمایا کہ

کچھ تمہارے پاس ہے؟۔ میں نے عرض کیا۔ میرا گھوڑا اور زرہ ہے۔ فرمایا تمہارے پاس گھوڑے کا ہونا جہاد کے لئے ضروری ہے۔ لیکن ایسا کرو کہ زرہ کو فروخت کردو۔ چنانچہ میں نے وہ زرہ چارسواسی درہم میں فروخت کر کے رقم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کردی اور آپ ﷺ کی مبارک گود میں ڈال دی۔ آپ ﷺ نے اس میں سے ایک مٹھی بھر کر حضرت بلالؓ کو دی اور فرمایا کہ اے بلال! جاؤ اس کی خوشبو ہمارے لئے خرید کر لاؤ اور ساتھ ہی ساتھ جہیز تیار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ایک چارپائی اور چمڑے کا ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی تیار کیا گیا۔ رخصتی کے روز عشاء کی نماز سے قبل سید عالم ﷺ نے سیدہ فاطمہؓ کو حضرت ام ایمنؓ کے ساتھ سید السادات حضرت علیؓ کے گھر بھیج دیا۔ پھر نماز کے بعد خود ان کے یہاں تشریف لے گئے اور حضرت سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا کہ پانی لاؤ۔ چنانچہ وہ ایک پیالہ میں پانی لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے اس پانی سے منہ مبارک میں پانی لیا اور پھر اس پانی سے ان کے سینہ اور سر پر چھینٹے دیئے اور بارگاہ خداوندی میں دعا کی:

’’اللھم انی اعیذھابك وذریتھا من الشیطان الرجیم ‘‘ ……اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کی شرارت سے محفوظ رکھنے کے لئے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اس کے بعد ان کے دونوں کاندھوں کے درمیان اس پانی کے چھینٹے دیئے۔ پھر حضرت علیؓ سے بھی پانی منگایا اور اس میں کلی کر کے ان کے سر اور سینہ اور دونوں کاندھوں کے درمیان چھینٹے دیئے اور وہی دعا دی جو لخت جگر حضرت سیدہ فاطمہؓ کو دی تھی۔ اس کے بعد یہ فرما کر واپس تشریف لے آئے کہ:’’بسم اللہ والبرکۃ ‘‘اپنی اہلیہ کے ساتھ رہو سہو۔

حضور اقدس ﷺ کے مشہور خادم حضرت انسؓ نے بھی حضرت سیدنا علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کے نکاح کی تفصیل نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عبدالرحمٰنؓ اور چند انصار کو بلا لاؤ۔ چنانچہ میں بلا لایا۔ جب یہ حضرات حاضر ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے تو آنحضرت ﷺ نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ علیؓ سے فاطمہؓ کا نکاح کردوں۔ تم لوگ گواہ ہو جاؤ کہ میں نے چار سو مثقال چاندی مہر میں مقرر کر کے علیؓ سے فاطمہؓ کا نکاح کر دیا۔ اگر علیؓ اس پر راضی ہوں۔ اس وقت حضرت علیؓ موجود نہ تھے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک طبق میں خشک کھجوریں یعنی چھوارے منگائے اور حاضرین سے فرمایا کہ جس کے ہاتھ چھوارے پڑیں لے لیوے۔ چنانچہ حاضرین نے ایسا ہی کیا۔ پھر اسی وقت حضرت علیؓ پہنچ گئے۔ ان کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ تم سے فاطمہؓ کا نکاح چار سو مثقال چاندی مہر مقرر کر کے کردوں۔ کیا تم اس پر راضی ہو؟۔ انہوں نے عرض کیا جی۔ میں راضی ہوں یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)!

جب حضرت علیؓ نے رضامندی ظاہر کردی تو آنحضرت ﷺ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ:’’ جمع اللہ بینکما واعزجد کما وبارك علیکما واخرج منکما کثیراً طیباً ‘‘اللہ تم میں جوڑ رکھے اور تمہارا نصیبہ اچھا کرے اور تم پر برکت دے اور تم سے بہت اور پاکیزہ اولاد ظاہر فرمادے۔

الاصابہ میں لکھا ہے:"تزوج علی فاطمه فی رجب سنة مقدمهم المدینة ونبی بها مرجعهم من بدر ولها یومئذ ثمان عشرة سنة" (یعنی حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے ماہ رجب میں نکاح کیا۔جبکہ ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچے تھے اور رخصتی غزوہ بدر سے واپس ہونے پر ہوئی۔اس وقت حضرت سیدہ فاطمہؓ کی عمر ۱۸ رسال تھی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اور رخصتی ایک ہی ساتھ نہ ہوئی تھی۔)

جہیز: الاصابہ میں لکھا ہے کہ آنحضرتﷺ نے جہیز میں حضرت سیدہ فاطمہؓ کو ایک بچھونا اور ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور دو چکیاں اور دو مشکیزے عنایت فرمائے۔ایک روایت میں چار تکیے آئے ہیں اور ایک روایت میں چارپائی کا بھی ذکر ہے۔ایک روایت میں ہے کہ ان کی رخصتی جس رات کو ہوئی ان کا بستر مینڈھے کا تھا۔ممکن ہے کہ یہ حضرت علیؓ کے گھر کا بستر ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بھی جہیز میں آنحضرتﷺ نے عنایت فرمایا ہو۔

ولیمہ: حضرت علیؓ نے دوسرے روز اپنا ولیمہ کیا جس میں سادگی کے ساتھ جو میسر آیا کھلایا۔ولیمہ میں جو کی روٹی، کھجوریں، حریرہ، پنیر، مینڈھے کا گوشت تھا۔

کام کی تقسیم: حضرت علیؓ کے پاس کوئی خادم نہیں تھا۔گھر کا کام دونوں میاں بیوی مل کر کر لیتے تھے۔حضور اقدسﷺ نے ان کا کام اس طرح تقسیم فرمادیا تھا کہ فاطمہؓ گھر کے اندر کے کام کیا کریں۔مثلاً آٹا گوندھنا، پکانا، بستر بچھانا، جھاڑو دینا وغیرہ اور علیؓ گھر سے باہر کے کام انجام دیا کریں۔

اولاد: جب تک حضرت فاطمہؓ زندہ رہیں۔حضرت سیدنا علیؓ نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔آنحضرتﷺ کی نسل حضرت فاطمہؓ سے ہی چلی۔آپﷺ کی اولاد میں جو صاحبزادے تھے۔وہ قبل از بلوغ ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے تھے اور آپﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ سے تو کوئی اولاد ہی نہیں ہوئی اور حضرت رقیہؓ اور حضرت زینبؓ سے جو اولاد ہوئی تھی۔ان سے بھی نسل نہیں چلی۔جس قدر بھی سادات ہیں جن کے فیوض سے شرق وغرب مستفید ہے سب حضرت سیدہ فاطمہؓ کی اولاد ہیں۔آنحضرتﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی صاحبزادی سے جو نسل چلی وہ آپﷺ کی نسل سمجھی گئی۔ورنہ عام قاعدہ یہ ہے کہ انسان کی نسل اس کے بیٹوں سے چلتی ہے اور بیٹی سے جو نسل چلتی ہے وہ اس کے شوہر کے باپ کی نسل مانی جاتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے علاوہ جو بھی نبی بھیجا۔اس کی ذریت اس کی پشت سے فرمائی اور میری ذریت اللہ تعالیٰ نے علیؓ کی پشت سے جاری فرمائی۔

سب سے پہلے حضرت حسنؓ پیدا ہوئے۔سید عالمﷺ نے ان کا نام حسنؓ تجویز فرمایا۔خود ہی ان کے کان میں اذان دی اور عقیقہ کے روز حضرت سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا کہ اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کردو۔حضرت سیدہ فاطمہؓ نے وزن کیا تو ایک درہم (چونی بھر) یا اس سے کچھ کم وزن اترا۔

ابوداؤد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتﷺ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں کا عقیقہ فرمایا۔حضرت حسن کی ولادت رمضان المبارک ۳ ہجری کو ہوئی۔بعض نے شعبان ۲ ہجری میں ان کی ولادت

بتائی ہے اور بعض علماء نے ۴ ہجری اور بعض نے ۵ ہجری بھی ان کی ولادت بتائی ہے۔ مگر اول قول ہی ٹھیک ہے۔

پھر اگلے سال حضرت حسینؓ کی ولادت ہوئی۔ آنحضرتﷺ ان دونوں سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ یہ دونوں جنت میں جوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ سینہ سے سر تک حضرت حسنؓ آنحضرتﷺ کے مشابہ تھے اور حضرت حسینؓ سینہ سے نیچے نیچے حضور اقدسﷺ کے مشابہ تھے۔

ان دونوں بھائیوں کے بعد تیسرے بھائی حضرت محسنؓ پیدا ہوئے۔ حضور اقدسﷺ نے ہی یہ نام تجویز فرمایا تھا۔ حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ میں اپنی کنیت ابوحرب رکھنا چاہتا تھا۔ جب حسنؓ کی ولادت ہوئی تو میں نے اس کا نام حرب رکھ دیا۔ آنحضرتﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ دکھاؤ میرا بیٹا کہاں ہے؟۔ تم نے اس کا کیا نام رکھا۔ میں عرض کیا حرب رکھ دیا ہے۔ آپﷺ نے فرمایا نہیں اس کا نام حسنؓ ہے۔ پھر جب حسینؓ کی ولادت ہوئی تو میں نے اس کا نام بھی حرب تجویز کر دیا۔ آنحضرتﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ دکھاؤ میرا بیٹا کہاں ہے؟۔ اس کا تم نے کیا نام رکھا۔ میں نے عرض کیا حرب نام رکھ دیا ہے۔ آپﷺ نے فرمایا نہیں۔ وہ حسینؓ ہے۔ پھر جب تیسرا بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام بھی میں نے حرب تجویز کر دیا۔ آنحضرتﷺ تشریف لائے اور فرمایا دکھاؤ میرا بیٹا کہاں ہے؟۔ اس کا تم نے کیا نام رکھا؟۔ میں نے عرض کیا کہ حرب نام رکھ دیا ہے۔ فرمایا نہیں۔ وہ محسن ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے جوان کے نام تجویز کیے ہیں۔ یہ تینوں نام ہارون (پیغمبر صلوات اللہ وسلامہ علیہ) کے تینوں بچوں کے نام ہیں۔ ان کے ایک بچے کا نام شبر، دوسرے کا شبیر، تیسرے کا مبشر تھا۔ حسن، حسین، محسن ان کا ترجمہ ہے۔

حضرت سیدہ فاطمہؓ کے تیسرے صاحبزادے حضرت محسنؓ نے بچپن ہی میں وفات پائی۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ سے تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ اول حضرت رقیہؓ جنہوں نے بچپن میں انتقال فرمایا۔ اسی وجہ سے بعض مورخین نے ان کو لکھا بھی نہیں ہے۔

دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ تھیں۔ ان کا پہلا نکاح حضرت امیر المومنین عمر بن الخطابؓ سے ہوا تھا۔ جن سے ایک صاحبزادہ حضرت زیدؓ اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہؓ پیدا ہوئیں۔ پھر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت عون بن جعفرؓ سے نکاح ہوا۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ پھر جب ان کی وفات ہوگئی تو ان کے بھائی حضرت محمد بن جعفرؓ سے نکاح ہوا۔ ان سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جو بچپن ہی میں وفات پاگئیں۔ پھر حضرت محمد بن جعفرؓ کے انتقال کے بعد ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے نکاح ہوا۔ ان سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی اور ان ہی کے نکاح میں حضرت ام کلثومؓ کی وفات ہوئی۔ اسی روز ان کے صاحبزادے حضرت زیدؓ کی وفات ہوئی جو حضرت عمرؓ سے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی تیسری صاحبزادی حضرت زینبؓ تھیں۔ ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا تھا۔ جن سے دو صاحبزادے عبداللہ اور عونؓ پیدا ہوئے۔ پھر جب حضرت زینبؓ کی وفات ہوئی تو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے ان کی بہن حضرت ام کلثومؓ سے نکاح فرمالیا۔

صحابہ کرامؓ ...... معیارِ حق!

محمد عرفان الحق!

مختلف اوقات میں مختلف علاقوں اور مختلف قوموں میں اللہ رب العزت نے مختلف انبیاء علیہم السلام کو مخلوق کی راہنمائی وہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ جتنے بھی پیغمبر علیہم السلام تشریف لائے۔ بنیادی طور پر ان سب کی دعوت وپکار توحید ورسالت اور روز قیامت پر ایمان ہی تھی۔ یہی تین بنیادی عقائد ہیں جو کہ قرآن میں بیان کیے گئے ہیں۔ باقی تمام عقائد ان بنیادی عقائد کی تعبیر وتشریح سے معلوم ہوتے ہیں۔ انہی تین عقائد کو امہات العقائد کہا جاتا ہے۔ اس سے یہ مراد لینا کہ کتب مقدسہ، ملائکہ، ختم نبوت، ایمان صحابہؓ پر ایمان بنیادی عقیدہ نہیں، قطعاً درست نہیں۔ قرآن پر ذرا سا غور وتدبر کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن نے مبرہن ومبین الفاظ میں کتب مقدسہ کی وقت نزول حقانیت، عقیدۂ ختم نبوت کا ایمان ہونا، صحابہؓ کا معیار ومدار ایمان وایقان ہونا بیان کیا ہے۔

یعنی قرآن بنیاد ہے ان تمام عقائد ونظریات کی جن کو اللہ تعالیٰ نے نجات وفلاح کا مرکز ومحور بتایا ہے۔ یعنی قرآن ان تمام احکامات ربانیہ کا مجموعہ ہے۔ جن پر عمل پیرا ہونا اہل ایمان کے لیے ضروری ہے۔ یا یوں سمجھیے کہ تمام بنیادی ولازمی عقائد ونظریات قرآن کریم میں بیان کیے گئے ہیں اور عقائد ونظریات کا یہ مجموعہ تاج دار ختم نبوت، سید الاولین والآخرین، خاتم المعصومین، داماد ابوبکرؓ وعمرؓ، سسر عثمانؓ وعلیؓ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ پر نازل کیا گیا۔

رسول کریم حضرت محمد ﷺ نے فریضۂ رسالت ونبوت کی ادائیگی کمال محنت وجاں فشانی سے کی اور اس میں مکمل کامیابی حاصل کی یہی وجہ تھی کہ جب محمد رسول اللہ ﷺ پیغام ربانی یعنی احکامات الٰہیہ باحسن وخوبی امت تک پہنچا چکے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تعلیم دی کہ چونکہ آپ اپنا فریضہ پورا کر چکے ہیں اور لوگ فوج درفوج آپ ﷺ کی آواز حق پر لبیک کہہ رہے ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ اب اپنے رب کی حمد وثناء کرتے ہوئے استغفار کریں۔ نبی کریم ﷺ کا اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت ورسالت کا جو فریضہ سونپا تھا یا جس مقصد کے لیے آپ ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔ آپ ﷺ نے وہ مقصد کما حقہ ادا فرمایا۔ وہ مقصد یہی تھا کہ توحید، رسالت اور روز قیامت پر ایمان لانے کے لیے لوگوں کو تیار کیا جائے۔ یعنی لوگوں کے قلب وذہن پر محنت کی جائے کہ وہ اللہ کا حکم ونبی ﷺ کا طریقہ اپنانے والے اور قرآن کریم کی جیتی جاگتی عملی تصویر بن جائیں۔

قرآن کریم وہ واحد الہامی ومقدس کتاب ہے جو کلام اللہ ہے۔ اس کے برعکس سابقہ تین کتب اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے پیدا فرمائی تھیں اور ان تینوں کتب کی حفاظت کا کوئی وعدہ یا ذمہ اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا تھا۔ جبکہ قرآن کریم کے متعلق اللہ رب العزت نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ: ”انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون حجر:۹“ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

قرآن کریم میں جہاں جہاں اہل ایمان کا تذکرہ ہے سب سے پہلے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نزول قرآن کے وقت صاحب ایمان تھے اور یہ بات دو اور دو چار کی طرح محتاج دلیل نہیں کہ نزول قرآن کے وقت صاحبان ایمان محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ ہی تھے۔ یعنی نبی ﷺ نے اللہ کا جو پیغام دنیا میں پہنچایا اس پیغام کو امت میں سب سے پہلے ماننے والا طبقہ صحابہ کرامؓ کا ہے۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نوائے حق پر لبیک کہا اور اپنا مال و دولت، جان و عزت، عزیز و اقارب سب رسول اکرم ﷺ کی محبت میں قربان کر دیے۔ یہی وہ طبقہ ہے جس نے نبی ﷺ پر قرآن نازل ہوتے دیکھا اور نبی کریم ﷺ کو ہر حکم کی تعلیم دیتے اور ادائیگی کرتے دیکھا۔

نبی ﷺ کو اپنے مقصد میں کامیاب سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ وصال نبوت کے بعد بھی نبی ﷺ کی تعلیمات پر ایمان لانے والے افراد کے ایمان میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئی اور انہوں نے اپنے خون کے آخری قطرہ اور سانس کے آخری زیر و بم تک رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے دین پر بخوبی عمل کیا۔ دنیا کی کوئی طاقت ان لوگوں کو اپنے نبی ﷺ کی تعلیمات سے ذرہ برابر بھی نہ ہٹا سکی۔ یہی نبی ﷺ کی کامیابی ہے کہ آپ ﷺ کا لایا ہوا دین آج تک زندہ ہے اور آپ ﷺ کا ہر ہر مبارک طریقہ آج بھی امت کے اندر کسی نہ کسی طرح زندہ ہے۔ اس کے برعکس اگر یہ نظریہ ترویج دیا جائے کہ نبی ﷺ کے وفات کے بعد تین، چار کے علاوہ باقی تمام حضرات تعلیمات محمد یہ سے منحرف ہو گئے تھے تو اس کا صاف صاف مطلب یہی ہے کہ حضرت محمد عربی ﷺ اپنے مقصد نبوت میں ناکام ہو گئے تھے کہ ان کے وفات پاتے ہی ان کے ماننے والے ان کی تعلیمات سے دست بردار ہو گئے تھے۔ نعوذ باللہ من ذلك الكفر۔

یعنی صحابہ کرامؓ کے ایمان کا انکار اصل میں نبی ﷺ کی کامیابی کا انکار ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کے ایمان کا اقرار درحقیقت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامیابی کا اقرار ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے بہت زیادہ علم کی ضرورت نہیں کہ اگر کسی کے ذمہ کوئی کام لگایا جائے اور وہ اس کو سرانجام دینے میں ناکام ہو جائے تو وہی کام پھر کسی اور کے ذمہ لگا دیا جاتا ہے۔ ختم نبوت کا جہاں یہ تقاضا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو معصوم عن الخطاء اور نبی نہ سمجھا جائے۔ اسی طرح یہ بھی ختم نبوت کا تقاضا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کامیاب سمجھا جائے۔ کیونکہ اگر معاذ اللہ نبی ﷺ اللہ کا پیغام پہنچانے میں ناکام ہوئے ہوں تو ماننا پڑے گا کہ اس پیغام کو پہنچانے کے لیے آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آ سکتا ہے۔ یعنی صحابہ کرامؓ کے ایمان کا انکار رسول اللہ ﷺ کی محنت، کامیابی، ختم نبوت، قرآن حتیٰ کہ پورے دین کا انکار ہے۔

صحابہ کرامؓ کو قرآن نے ایمان کا معیار و مدار اور مرکز و محور قرار دیا ہے: ''فان امنو بمثل ما امنتم به فقد اهتدو بقرة:۱۳۷ ''یعنی ایمان لاتا ہے تو ایسے ایمان لاؤ جیسے صحابہؓ ایمان لائے تو ہدایت پاؤ گے۔

اسی طرح سورہ بقرہ کی تیرہویں آیت میں بھی ذکر ہے کہ کفار مکہ کو یہی کہا جاتا تھا کہ ایسے ایمان لاؤ جیسا کہ یہ لوگ یعنی صحابہؓ ایمان لائے ہیں۔ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو پیغام دیا وہ پیغام نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے حوالہ کیا اور انہوں نے ہی یہ پیغام پوری دنیا میں پھیلایا۔ یعنی اگر صحابہؓ مؤمن تھے تو آج ہم جوان کے پہنچائے ہوئے دین پر عمل پیرا ہیں، بھی مؤمن ہیں۔ اور اگر صحابہؓ مؤمن نہیں تھے تو آج ان کے پھیلائے ہوئے طریقہ کو ہم نے اپنایا۔ اس لیے ہم بھی مؤمن نہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ دین اسلام کی اساس و بنیاد اور اصل ہیں۔ صحابہ کرامؓ کا انکار اللہ، انبیاء، قرآن، جنت، جہنم، گناہ، ثواب، عذاب، جزا و سزا، نماز، روزہ، جہاد، زکوٰۃ، حج، ختم نبوت، فرائض و واجبات، سنن، مستحبات، اسلامی حلت و حرمت حتیٰ کہ پورے کے پورے اسلام کا انکار ہے اور صحابہ کرامؓ کے ایمان وایقان، عظمت وعزت، انداز و کردار و گفتار، جہاد و تقویٰ، صحبت نبوت کا دفاع دراصل اللہ، رسول، قرآن، ختم نبوت، نماز، روزہ، جہاد، حج حتیٰ کہ پورے کے پورے اسلام کا دفاع ہے۔

اللہ ہمیں اپنے پیارے نبیﷺ کے پیارے صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے اور ان کی عزت و ناموس کا دفاع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

روداد تبلیغی پروگرام اوکاڑہ، قصور

۷ربیع الاول ۱۳ جنوری کو بعد نماز مغرب ختم نبوت کانفرنس امیر معاویہؓ مسجد طوطل چتوکی میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی صاحب کا مفصل بیان ہوا۔ مولانا عبدالوحید خطیب امام نے عشائیہ دیا۔ ۸ربیع الاول یکم فروری کو شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی بار روم دیپال پور ضلع اوکاڑہ میں بیان کیا اور سوالات کے وکلاء صاحبان کو تسلی بخش جوابات دیئے۔ میزبانی کا شرف چوہدری غلام عباس تمنا ایڈووکیٹ نے حاصل کیا۔ بعدازاں دیپال پور جامع مسجد شاہی میں نماز عصر سید محمد انور شاہ بخاری اور ریاض الجنہ حافظ محمد شعبان کی مسجد میں مغرب کی نماز پڑھی اور مدرسہ کی ترقی کے لئے دعا کی۔ بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس ملقیبیہ مسجد میں مولانا سید ضیاء اللہ بخاری مرکزی جمعیت اہل حدیث ساہیوال، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ میزبانی کا شرف مقبول احمد تبسم غوری، مولانا عبدالجبار چوہدری اقبال نے سرانجام دیئے۔

۹ربیع الاول بصیر پور مدنی مسجد میں طلباء سے بیان کیا ظہر تا عصر ختم نبوت کانفرنس منڈی احمد آباد اوکاڑہ مرکزی قائدین ختم نبوت کے بیانات ہوئے۔ قاری عبدالستار بابر سلطان مغل، حاجی لیاقت زرگر نے استقبال کیا۔ بعدازاں الہ آباد جامعہ رحمانیہ ضلع قصور میں ختم نبوت کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالرزاق مبلغ ختم نبوت قصور کے بیانات ہوئے۔

کانفرنس مفتی عبدالعزیز عزیزی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ محمد عمران نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی۔

۱۰ربیع الاول ۳ فروری کو جمعۃ المبارک کا خطبہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامعہ محمودیہ ریناله خورد اور مولانا عبدالرزاق نے مسجد الیاس میں پڑھایا۔ میزبانی اور تواضع مولانا محمد اکرام اللہ اور قاری محمد رمضان نے کی۔ سیرت النبیؐ کے موضوع پر تفصیلی بیان اور مرزا قادیانی کا دجل بیان کیا اور مرزائیوں سے بائیکاٹ قطع تعلق کرنے کا کہا۔

۱۳ فروری کو علی المرتضیٰ قصور میں حضرت مولانا قاری کامران، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالرزاق مبلغ قصور کا بیان ہوا۔ قصور جامعہ رحیمیہ ترتیل القرآن نے ایک ہنگامی اجلاس میں پروگرام ترتیب دیئے۔ جس میں قصور جماعت کے ممبران نے شرکت کی۔

انوکھا سفر!

مولانا عطاء الحق قلبی!

۱۵ذوالحجہ۱۴۳۲ھ کی صبح بھی بڑی عجیب تھی۔شام کی سرخی پھیلنے سے بہت پہلے ہی حیران کن امور باصرہ نواز ہوئے۔حسب عادت فجر کی نماز کے بعد دوران ناشتہ مطالعہ کے لئے ایک کتاب اٹھائی،’’آداب شیخ‘‘ پر نظر پڑی۔بعض آداب یہ تھے۔(۱) شیخ کے عزیز واقارب سے بے تکلفی اختیار نہ کرے۔(۲) شیخ کی گلی کے کتوں سے محبت کرے اور ذرا آگے تحریر تھا کہ فلاں بزرگ ایک کتے کو دیکھ کر اس لئے کھڑے ہوگئے تھے کہ اس کا رنگ اس کتے جیسا تھا جو ان کے شیخ کی گلی میں پھرتا تھا۔

خیر ناشتہ کے بعد مدرسہ عربیہ اسلامیہ آیا۔کچھ اسباق پڑھانے کے بعد کہیں جاتے ہوئے راستہ میں حضرت مولانا محب النبی صاحب مدظلہ نے موٹر کارروک کر سوار کرلیا اور فرمانے لگے:’’پشاور میں ایک صحابیؓ کی قبر ہے،وہاں جاتے ہیں۔‘‘ اللہ اللہ! کیا مقام ہے اصحاب رسولﷺ کا! کہ آج یہ سفر درپیش ہونا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ’’آداب شیخ‘‘ میری نگاہوں میں سجادیئے۔

بڑے لوگوں کی جانب سفر خود بخود کیفیات پیدا کرتا ہے۔کتنی بے خودی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کی طرف سفر کے آغاز میں فرماتے تھے:’’لاابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او مضی حقبا‘‘(نہ ہٹوں جب تک نہ پہنچوں دو دریا کے ملاپ تک یا چلتا جاؤں ......) بہرحال،پشاور سے بہت آگے کئی صحراؤں سے نکلنے کے بعد ایک علاقہ چغرمٹی میں معروف قبرستان ہے جس کی شہرت’’اصحاب بابا‘‘ سے ہے۔جہاں چند صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ مدفون ہیں۔یہاں پہنچے تو احسان کی خستگی’’انفاس العارفین‘‘ میں تحلیل ہوگئی:

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

نامعلوم کتنے دریا ہوں گے جنہیں عبور کیا ہوگا؟۔کتنے صحرا ہوں گے جنہیں طے کیا ہوگا؟۔کتنے کانٹے ہوں گے جنہوں نے اس صحابی رسولؐ کے عشق ومحبت کے چھالوں کو ٹٹولہ ہوگا؟ اور وہ دن رات سفر کرتے کرتے آخر کار یہاں پہنچ کر حسرتوں کے بازوؤں پر سر رکھ کر ہمیشہ کے لئے آسودہ خاک ہوگئے ہوں گے۔اور خدا معلوم کہ آج تک کتنی بار خاک مزار،گل لالہ ونرگس کی صورت میں مسکرائی ہوگی؟ یا بہ شکل شبنم رات کو چھپ چھپ کر روئی ہوگی۔کتنی ہی کلیاں گر گر کر خاک بنی ہوں گی اور کتنی ہی خاک کلیوں کی شکل اختیار کرچکی ہوگی؟۔

یہ صحابی حضرت سنان بن سلمہؓ ہیں۔جس علاقے میں یہ قبر مبارک موجود ہے وہاں کھجوروں کے درخت بکثرت پائے جاتے ہیں جو بظاہر اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ حجازی رسولﷺ کا غلام وہاں کی سوغات کھجوروں کی صورت میں اپنے ساتھ لایا ہوگا۔عجیب بات ہے کہ’’پنج گور‘‘ میں جو پانچ صحابہ کرامؓ کی قبریں ہیں۔وہاں بھی کھجوروں کے درخت بہت ہیں۔

(جنگ سنڈے میگزین ۱۶؍اکتوبر۲۰۱۱ء)

ہم نے بھی غور سے دیکھا کہ بڑے بڑے قد آور اور مضبوط بوہڑ کے درخت، چھوٹے درختوں پر یوں سایہ کئے ہوئے ہیں جیسے کوئی بڑی ہستی اپنے ماتحتوں کے لئے ظل عاطفت بن جاتی ہے۔

نماز ظہر ادا کرنے کے بعد جب قبر مبارک کے قریب پہنچے خاک کا ایک ایک ذرہ زبان حال بنا ہوا تھا ''رضی اللہ عنہم ورضوعنہ ذلک لمن خشی ربہ'' ڈرتے ڈرتے، نہایت ادب سے سلام پیش کر کے ایک جانب خاموش بیٹھ کر اپنے سینہ کا دل تلاش کرنے لگے! آس پاس بیٹھے ہوئے بے شمار لوگ ذکر واذکار، تسبیح وتہلیل اور درود وتلاوت میں مصروف تھے اور سب کے درمیان صحابی رسول کو قبر مبارک یوں لوریاں دے دے کر سلا رہی تھی جیسے مہربان ماں بیٹے کو سردی کے موسم میں سحری سے پہلے تھپکیاں دے کر سلا دیتی ہے۔

یہاں بھی یوں محسوس ہوتا تھا جیسے قبر اپنے مہمان سے کہہ رہی ہو ''ابھی قیامت نہیں آئی، ابھی رسول اللہ ﷺ بھی آرام فرما ہیں!'' ذرا آنکھ جھپکی تو یوں لگا جیسے جنت المعلیٰ یا جنت البقیع کا کوئی ساتھی بچھڑ کر ارض ہند آیا اور تھک ہار کر سو گیا اور ابھی ابھی بیدار ہونے کو ہے۔ موقع اور مقام کی مناسبت سے زبان کو تحریک ہوئی، سب سے پہلے محسن انسانیت ﷺ کی یاد نے دل کی دھڑکن کو ساکن کیا...... پھر درجہ بدرجہ مختلف محسنین سے ہوتے ہوتے آنکھوں میں بسے ہوئے صحابی کے ذکر مبارک کو تلاوت قرآن سے ملا دیا۔

محبت عجیب چیز ہے۔ جس نے قرآن پڑھایا تھا اس کو بھی ایصال ثواب کیا:

دل کی چوٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا   جب چلی سرد ہوا ہم نے تمہیں یاد کیا

دوران مراقبہ ایک ''ہو'' کا عالم تھا۔ درخت خاموش، ہوا سناٹے میں اور نیم ادار پنچھی بڑے آہستگی کے ساتھ نغمے الاپ رہے تھے۔ قریب سے گزرنے والی نہر کی قدامت بتلا رہی تھی کہ کبھی اسی انداز سے صحابی رسولؐ کے قلب اطہر سے ایمان وعرفان کے سوتے پھوٹے ہوں گے؟۔

کافی دیر بعد اس احساس نے وہاں سے اٹھنے پر مجبور کر دیا کہ: ضبط سخن چاہئے اہل نظر کے حضور دوران دعا یہ الفاظ بھی زبان پر آئے: ''یا اللہ واپسی پر اکوڑہ خٹک کے کتب خانہ سے مجھے جو نایاب کتاب ملی تو میں اس کو صحابیؓ کی کرامت سمجھوں گا'' چنانچہ اکوڑہ خٹک سے مجھے ایک ایسی نایاب کتاب ''تاریخ التشریع الاسلامی'' مل گئی جس کی مجھے عرصہ دراز سے تلاش تھی۔ ہائے:

کیا تو نے صحران نشینوں کو یکتا
خبر میں، نظر میں ،اذان سحر میں
طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو
وہ سوز اس نے پایا انہیں کے جگر میں

سفر کے اختتام پر سوچ رہا ہوں کہ آج کا دن کتنا عجیب تھا جو عظیم لوگوں کی عظیم یادوں کی نذر ہو کر ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا:

زمانہ بڑے غور سن رہا تھا   ہم ہی سو گئے داستاں کہتے کہتے

ماسٹر تاج الدین انصاریؒ!

تحریک خلافت......تحریک آزادی......تحریک ختم نبوت کے عظیم رہنما!

امین الدین انصاری!

یہ قانون قدرت ہے کہ جب قوم میں اپنے نظریات، منشور اور اقدار سے انحراف اور اپنی بقاء کے تقاضوں سے روگردانی کرتی ہیں تو وہ محکومی کی جانب بڑھ رہی ہوتی ہیں۔ غیر ملکی سازشیں کامیاب ہوتی ہیں اور یوں غلامی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ یہ اللہ کا اٹل قانون ہے جس سے کسی بھی قوم اور ملک کو مفر نہیں ہے اور تاریخ عالم ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے۔

اللہ کا مسلمانوں پر یہ خاص احسان وکرم ہے کہ ان کی کوتاہیوں اور ان کے حکمرانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے جب بھی قانون فطرت کی گرفت ہوئی اور مسلمان محکوم ہوئے تو اللہ کی رحمت سے محکومی کے دور میں مسلمانوں میں ایسے افراد پیدا ہوئے جنہوں نے نہ صرف ان کو اپنی عظمت رفتہ کی یاد دلائی بلکہ ان میں جدوعمل کی ایسی روح پھونکی جس سے یہ چنگاری ایک شعلہ جوالا بن گئی اور مسلمانوں کے جذبہ ایمانی اور اتحاد، تنظیم اور یقین محکم نے غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر انہیں آزادی جیسی نعمت سے دوبارہ سرفراز کردیا۔

برصغیر پاک وہند میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، مولانا حسرت موہانی، ڈاکٹر انصاری، حکیم محمد اجمل خان، شاعر مشرق علامہ اقبال، قائداعظم محمد علی جناح، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقاء کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے قوم میں آزادی کی تڑپ اور جذبہ حریت کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا اور یوں برصغیر کے مسلمانوں کو ایک صدی کی جدوجہد کے بعد آزادی نصیب ہوئی اور پاکستان کا وجود عمل میں آیا۔ برصغیر کے مسلمانوں کو آزادی کی جدوجہد کے ساتھ انگریزوں کی ان سازشوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑا جو وہ برصغیر میں اپنی گرفت کو مضبوط کرنے کے لئے کرتے رہے۔ ان سازشوں میں مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی سازش مرزاغلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت تھا۔ اس خودکاشتہ پودے کو پروان چڑھانے میں برطانوی حکومت کی پوری مشینری مصروف عمل تھی۔ برصغیر کے مسلم زعماء نے اس کے خلاف بھرپور تحریک چلائی۔ پنجاب میں اس فتنہ کا مقابلہ امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری کی جماعت، مجلس احرار اسلام اور ان کے رفقاء نے بڑے بھرپور انداز میں کیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے رفقاء کرام میں مفکر احرار چوہدری افضل حق، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مولانا داؤد غزنوی، مولانا مظہر علی اظہر، مولانا گل شیر شہید، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا غلام غوث ہزاروی، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، صاحبزادہ سید فیض الحسن (آلومہار شریف)، آغا شورش کشمیری اور مظفر علی شمسی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ امیر شریعت کے ان جانثار ساتھیوں نے اپنی مستعار

زندگی میں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے جو قربانیاں دیں وہ تاریخ کا روشن باب ہیں۔

ماسٹر تاج الدین انصاری برصغیر پاک وہند کے تاریخی اور صنعتی شہر لدھیانہ میں ۱۸۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ جب ہوش سنبھالا تو اس وقت تحریک آزادی کٹھن مراحل سے گزر رہی تھی۔ غیر ملکی سامراج نے ہندوستان پر اپنی گرفت مضبوط کرنے اور عوام پر اپنا رعب ودبدبہ قائم کرنے کے لئے ظلم کا بازار گرم کررکھا تھا۔ جلیانوالہ باغ کا سانحہ، جس میں نہتے عوام پر گولیوں کی بوچھاڑ کردی گئی تھی۔ اس جوروستم کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ اس دلخراش اور بربریت کے واقعہ نے برصغیر کے عوام میں انگریز حکومت کے خلاف شدید نفرت پیدا کردی اوان میں غیر ملکی حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کی خواہش اور وطن عزیز کی آزادی کی تڑپ پہلے سے زیادہ ہوگئی تھی۔ ماسٹر صاحب مرحوم بھی اس سانحہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ انہوں نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور تحریک آزادی کے متوالوں میں شامل ہوگئے۔ یوں ان کی سیاسی زندگی کا آغاز ہوا۔ ماسٹر صاحب گفتار کے ہی نہیں بلکہ کردار کے بھی غازی تھے۔ انہوں نے ہمیشہ عملی جدوجہد کو کامیابی کا زینہ قرار دیا چنانچہ انہوں نے نوجوانوں کا ایک گروہ ساتھ لیا اور انبالہ جیل پر دھاوا بول دیا اور وہاں سے سیاسی قیدی چھڑا لائے۔ تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا۔ بعد میں جب مجلس احرار اسلام قائم ہوئی تو اس سے وابستہ ہوگئے۔ مجلس احرار اسلام نے قیام پاکستان سے قبل کئی تحریکیں چلائیں جس میں تحریک کشمیر، تحریک کپورتھلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان تحریکوں میں ماسٹر صاحب نے نمایاں کردار ادا کیا۔ پاکستان بننے کے بعد تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے ماسٹر صاحب نے بھرپور کردار ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ماسٹر تاج الدین انصاری کو بے پناہ انتظامی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ چنانچہ ان ہی اوصاف کی بناء پر کئی مشکل معاملات میں عقدہ کشائی انہیں سونپی گئی اور انہوں نے بارہا ایسے مواقع پر بہترین انتظامی اہلیت اور تدبر کا مظاہرہ کیا اور اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ ماسٹر صاحب اپنی سوانح حیات ’’سرگزشت‘‘ کے نام سے فیصل آباد کے ماہنامہ لولاک میں قسط وار شائع کی جاتی رہی ہے، ایسے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جمعیت علماء ہند کے زیراہتمام ایک کانفرنس لاہور میں ہونی تھی۔ اس کانفرنس میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ حکومت پنجاب اس کانفرنس کو سبوتاژ کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق لاہور کے آنریری مجسٹریٹ کو یہ فریضہ سونپا گیا تھا کہ وہ کانفرنس میں بلاٹکٹ شریک ہوں اور ٹکٹ پوچھنے پر تکرار کی جائے اور اس طرح وجہ فساد پیدا ہوجائے اور کانفرنس نہ ہوسکے۔ چنانچہ اس پروگرام پر عمل کیا گیا۔ جب رضا کار ٹکٹوں کی چیکنگ کرتے ہوئے آنریری مجسٹریٹ صاحب کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے سرکاری عہدہ کا رعب دیا اور تکرار شروع کردی۔ اس وقت مولانا ابوالکلام آزاد خطاب کررہے تھے۔ مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی نے مولانا سے مائیکروفون لیا اور اعلان کیا کہ کیپٹن (تاج الدین انصاری) پنڈال میں جہاں کہیں بھی ہوں، فوراً سٹیج پر تشریف لائیں۔ چنانچہ اعلان ہوتے ہی ماسٹر صاحب جو سالار کی وردی میں ملبوس تھے، سٹیج پر آئے اور سلیوٹ کیا۔ مولانا نے اشارہ کرتے ہوئے حکم دیا کہ معاملہ کو نپٹایا جائے۔ ماسٹر صاحب حکم ملتے ہی موقع پر پہنچے اور آنریری مجسٹریٹ سے یوں مخاطب ہوئے ’’محترم! اس پنڈال کا

سارا انتظام میرے ذمہ ہے، میں آپ کو صرف پانچ منٹ دیتا ہوں۔ آپ یا تو ٹکٹ شو کرائیں یا تشریف لے جائیں ورنہ پانچ منٹ بعد جو ہوگا اس کا آپ تصور بھی نہیں کرسکتے اور جو کچھ ہوگا اس کی ذمہ داری بھی آپ پر ہوگی'' یہ جملہ مکمل ہوتے ہی ماسٹر صاحب نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھنی شروع کردی۔ ابھی تین منٹ ہی گزرے تھے کہ آنریری مجسٹریٹ صاحب پنڈال سے چپ چاپ نکل گئے۔ مولانا آزاد اس کارکردگی پر بے حد متاثر ہوئے اور انہوں نے ماسٹر صاحب کو میڈل سے نوازا اور فرمایا! کہ اس قسم کی انتظامی صلاحیتوں کے نوجوان اگر ہمیں مل جائیں تو ہم بہت جلد وطن عزیز کو غیر ملکی تسلط سے آزاد کرواسکتے ہیں۔

آغا شورش کشمیری، مدیر چٹان نے ماسٹر جی کی وفات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے تحریر کیا کہ ''انتہائی زیرک اور تیور شناس انسان تھے۔ انسان کو پہلی نظر میں تاڑ لیتے کہ اس کا بل بوتا کیا ہے اور اس سے کس سطح پر کس نہج سے معاملہ طے کیا جاسکتا ہے۔'' دور کی باتیں چھوڑیئے، تحریک ختم نبوت میں جسٹس محمد منیر نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ''تاج الدین انصاری صوبہ میں پولیس کے سربراہ انور علی اور وزارت کے سرخیل ممتاز دولتانہ کو شیشہ میں اتارتے رہے کہ آخر وقت تک وہ اندازہ نہ کرسکے کہ ان کے ہاتھوں کھلونا بن رہے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی جماعت کو نازک مرحلوں میں بچاتے رہے۔'' قائد احرار چوہدری افضل الحق مرحوم نے تاریخ احرار صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۵ میں ماسٹر جی کو خراج تحسین اس طرح ادا کیا ہے ''ماسٹر تاج الدین ہماری جماعت میں بڑے جوڑ توڑ کے آدمی ہیں وہ سوکھی ہوئی مٹی سے محل تعمیر کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ میں نے انہیں کام کے لحاظ سے محنتی چیونٹی اور تدبر کے اعتبار سے دشمن کو تاروں میں الجھا کر مارنے والی مکڑی پایا ہے۔'' مجلس احرار نے ماسٹر صاحب کی انہی خوبیوں کی بناء پر انہیں قادیانیت کے مرکز قادیان میں اپنے دفتر کا انچارج مقرر کیا تھا تاکہ مرزا کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک کیا جائے۔ جانباز مرزا نے اپنی کتاب کاروان احرار، جلد دوئم کے صفحہ ۳۰۹ تا ۳۱۲ پر قادیان میں ماسٹر صاحب کی سرگرمیوں کو قلمبند کیا ہیں۔ جو درج ذیل ہے۔

ان دنوں ماسٹر تاج الدین انصاری قادیان میں دفتر احرار کے انچارج تھے۔ ملمع سازی کی اس دکان کو اجاڑنے اور پیتل کو سونے کے بھاؤ بیچنے والے ان سلی بازوں کو بے نقاب کرنے کے لئے ماسٹر جی نے ایک منصوبہ بنایا جس کے تحت قادیان کے ایک نوجوان محمد حنیف کو جو بھیک منگوں کا لڑکا تھا۔ تیار کیا اس کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان کے بھائی شریف احمد کو جب وہ بازار میں نکلے تو سر عام پیٹ ڈالے اور موقع واردات سے فرار ہوجائے۔ باقی دیکھا جائے گا۔ چنانچہ اس سکیم پر عمل کرتے ہوئے محمد حنیف نے وقت کا جائزہ لیا کہ مذکورہ آدمی کب بازار میں نکلتا ہے؟ جب اسے گردوپیش کا اندازہ ہوگیا تو ایک دن حنیف ہاکی سے مسلح، مرزائیوں کی عبادت گاہ اقصیٰ کے قریب کھڑا ہوگیا۔ اتنے میں شریف احمد سیاہ اچکن پہنے سنہری پگڑی باندھے، سفید شلوار، پینٹ کی سیاہ گرگابی اور ہاتھ میں چھڑی لے کر قادیان کے بازار میں تفریح کے لئے نکلا۔ ابھی وہ اپنی شاہی رفتار سنبھال ہی رہا تھا کہ ڈیوٹی پر کھڑے محمد حنیف نے ہاکی شریف احمد کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے اڑا کر ایسے پٹخنی دی کہ وہ منہ کے بل گیا اور پھر اوپر سے تین چار ہاکیاں اور رسید کردیں اور بھاگ نکلا۔

یہ سارا کچھ اس قدر آناً فاناً ہوا کہ بازار کے لوگ انہونی کارروائی پر ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے۔ آن کی آن میں خبر، قصر خلافت سے ہو کر قادیان میں پھیل گئی کہ احرار والوں نے ’’شعائر اللہ کی توہین کردی‘‘ (نعوذ باللہ)۔ سارے شہر میں کہرام برپا ہو گیا۔ مرزائیوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی۔ قریباً ایک صدی کا دام فریب، جس کی طنابیں ابلیس نے تھام رکھی تھیں، تار تار ہو کر بکھر گیا۔ عزت واحترام کا کاغذی پھول پاؤں تلے مسل دیا گیا۔ جھوٹی نبوت کے قصر خلافت کو ایک فقیر نے ایسا پتھر مارا کہ لات وجبل کی بنیادیں ہل گئیں۔

اب ملزم کی تلاش شروع ہوئی۔ پولیس نے دفتر احرار کو اپنی تفتیش کا مرکز بنا کر ماسٹر جی کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر ملزم کو ڈھونڈنا چاہا مگر یہ تو بحر قلزم تھا۔ یہاں ان چھوٹی موٹی چیزوں کا اتہ پتہ کہاں ملتا تھا۔ قادیان سے باہر جانے والے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے لیکن ہوائیں بھی ملزم کی بو سونگھنے میں ناکام رہیں۔ مرزائیوں کی اپنی سی آئی ڈی اور ضلعی انتظامیہ مسلسل تلاش کے بعد جب مایوس ہو چکیں تو رات کے پچھلے پہر محمد حنیف کو قادیان سے نکال کر صبح تک پٹھان کوٹ پہنچا دیا گیا اور عدالت سے اس کی ضمانت کرالی گئی۔

اب محمد حنیف قانون کے حصار میں تھا۔ مرزائی اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتے تھے۔ مگر دل ہی دل میں زہر کے گھونٹ پی رہے تھے۔ قادیان پہنچ کر حنیف کو کچھ رقم دی گئی جس سے وہ منڈی سے آموں کا ٹوکرا خرید لاتا اور مرزائی محلے میں فروخت کرتا۔ مرزائی عورتیں آم خریدنے کے بہانے حنیف کو دیکھتیں اور اس طرح آدھ گھنٹہ کے اندر وہ آموں کا ٹوکرا فروخت کر کے دوسرا لے آتا۔ تمام دن یہی شغل رہتا۔ پہلے حنیف دن بھر بھیک مانگ کر بہت مشکل سے پیٹ پالتا تھا مگر اب وہ اچھا خاصا خوانچہ فروش بن گیا اور مزے سے روزی کمانے لگا۔ کچھ دن تو یہ سلسلہ رہا آخر جمعہ کے روز بشیر الدین محمود نے اپنی تقریر میں کہا: ’’مرزائیو! تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم لوگ اس آدمی سے سودا خریدتے ہوئے، جس نے کل سرعام شعائر اللہ کی توہین کی تھی۔‘‘ اس پر مرزائی عورتیں حنیف سے آم تو نہ خریدتیں مگر چپکے سے دروازے کی اوٹ سے حنیف کو تک لیتی تھیں۔ آخر دو ماہ مقدمہ چلنے کے بعد محمد حنیف کو چھ ماہ قید کی سزا ہو گئی اور اس دوران مقامی جماعت احرار اس کے اہل خانہ کی مالی امداد کرتی رہی۔

عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت میں قادیانی حصار کو توڑنا تبلیغ اسلام کا بنیادی حصہ تھا۔ کفر کا یہ قلعہ برطانوی حکومت کی پناہ میں تھا۔ اس میں دراڑ ڈالنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ احرار نے ہر رخ سے اس پر یلغار اور حملہ مناسب سمجھا تاکہ بت ٹوٹ جائے اور اس کی پرستش سے لوگوں کے ایمانوں کی حفاظت ہو سکے۔

اسی سال کے دم توڑتے دنوں کی بات ہے کہ ماسٹر تاج الدین انصاری کی تجویز پر دینا نگر (ضلع گورداس پور) سے شیعہ رہنماء مظفر علی شمسی کو قادیان بلوایا گیا تاکہ محرم کے دنوں میں قادیان میں گھوڑا نکالنے کا اہتمام کیا جا سکے۔ چنانچہ اندر خانہ اس کی تیاریاں شروع کر دی گئیں۔ اس کے لئے آسمان کے کونے کونے سے تارے توڑنے پڑے۔ سمندر کی گہرائیوں سے موتی نکالنے پڑے اور پہاڑوں کا سینہ چیر کر کیونکر راستہ ہموار کیا گیا۔ یہ راز سربستہ ہے۔ لیکن دسویں محرم کو قادیان کی تاریخ میں یہ پہلا دن تھا جب اس کے بازاروں سے گھوڑے کا جلوس گزر رہا تھا اس کی رہنمائی مظفر علی شمسی کر رہے تھے۔

ماتم گساروں کے گرد پولیس کے ہمراہ احرار سرخ پوش ان کے ساتھ تھے۔ شہر میں ہندوؤں اور سکھوں نے اپنے محلوں میں ڈبل پانی کی سبیلیں لگائیں۔ قادیان کے مسلمانوں نے اہل جلوس کی تواضع مٹھائی اور ٹھنڈے پانی سے کی۔ دن بھر شہر میں گھوم پھر کر گھوڑے کا جلوس نماز مغرب کے قریب امن اور سکون سے اختتام پذیر ہوا۔

آغا شورش کشمیری نے ماسٹر تاج الدین انصاری کے اس تدبر کو یوں خراج تحسین پیش کیا: ''پاکستان بنا تو ماسٹر جی آل پاکستان مجلس احرار اسلام کے مرکزی صدر ہوگئے۔ یہ ایک نازک وقت تھا۔ اس جیسے ٹھنڈے دل ودماغ کا آدمی ہی مجلس کو طوفان کی زد سے بچا سکتا تھا اور یہی ہوا۔ ان کی بدولت مجلس احرار ایک ققنس کی طرح پھر اپنے خاکستر سے زندہ ہوگئی۔''

ماسٹر تاج الدین انصاری نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، چوہدری افضل الحق، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور دوسرے احرار زعماء کے ساتھ بسر کیا۔ وہ مہاتما گاندھی، پنڈت نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد، مفتی کفایت اللہ اور اس عہدے کے دوسرے نامور لیڈروں کے ساتھ رہے۔

پچاس سال کی سیاسی زندگی میں فقر واستغناء کی تصویر بنے رہے۔ ان کے خیالات سے لوگوں کو اختلاف ہوسکتا ہے۔ وہ نظریات کے ایک خاص سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ لیکن اختلاف کی اس دنیا میں جو چیز ان کے لئے طرہ امتیاز رہی وہ ان کی درویشی، حلم، فقر، راست بازی، سادگی اور مجلسی خدمت کا بے لوث سرمایہ ہے۔

ماسٹر جی کا انداز خطابت

احرار نے بڑے بڑے آتش نفس اور آتش بیان مقرر پیدا کئے لیکن خطابت میں ان کا اپنا جداگانہ رنگ تھا۔ ان کا بیان اور لہجہ دھیما ہوتا مگر بات نہایت کٹیلی کرتے۔ دلیل اور منطق کے سہارے بات کو آگے بڑھاتے اور یوں سامعین کو اکائی میں بدل دیتے۔ آغا شورش کشمیری تحریر کرتے ہیں کہ ان کی زبان میں آزادانہ تھا۔ قومی معاملات میں کسی رورعایت کے عادی نہ تھے۔ ان لوگوں کو اڑنگے پر لاکر پٹخنی دینا ان کا بائیں ہاتھ کا کرتب تھا جو ملک وملت کے لئے ناموررہتے۔ خطابت کا آغاز آپ نے لدھیانہ کے ایک جلسہ سے کیا تھا جس میں انہیں ایک قرارداد کی تائید کرنا تھی۔ آپ نے علامہ اقبال کا یہ شعر پڑھا اور قرارداد کی پرزور تائید فرمائی:

نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں ہم نوا، میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

تصنیف وتالیف

مفکر احرار چوہدری افضل حقؒ لکھتے ہیں: ''وہ اہل تدبیر ہی نہیں بلکہ اہل قلم بھی ہیں'' مجلس احرار نے اپنا پہلا اخبار روزنامہ ''مجاہد'' اگست ۱۹۳۵ء میں جاری کیا۔ ماسٹر تاج الدین انصاری اس کے چیف ایڈیٹر ہوئے۔ ان کی زیرادارت مجاہد کی اشاعت دس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ اس کے بعد آپ روزنامہ ''آزاد'' اور ہفت روزہ ''سیرت'' کے ایڈیٹر رہے۔ ماسٹر جی نے سیاسی اور معاشرتی کاموں کے ساتھ ساتھ تصنیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ انہوں نے سرخ لکیر، تاریخ کپورتھلہ، فسادات فرخ نگر، بیان صادق اور تحریک کشمیر جیسی شہرہ آفاق کتب کو قلمبند کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے مجلس احرار اور دیگر سیاسی معاشرتی مسائل پر بھی کتابچے اور پمفلٹ تحریر کئے جو اردو ادب کا سرمایہ ہیں۔

قومی خدمات

ماسٹر تاج الدین انصاری کو قدرت نے بڑا دردمند دل عطا کیا تھا۔ جب بھی عوام پر کوئی مصیبت پڑی، وہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کے لئے دیوانہ وار پہنچے اور اہم کردار ادا کیا۔ ’’سرخ لکیر‘‘ میں تقسیم کے موقع پر مہاجرین کو پیش آمدہ مصائب کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ماسٹر صاحب ۱۹۴۷ء میں آخری قافلے کے ساتھ پاکستان آئے اور مجلس احرار کے دفتر، بیرون دہلی دروازہ کی بالائی منزل پر رہائش پذیر ہوئے اور یہیں یکم مئی ۱۹۷۰ء کو ان کا انتقال ہوا۔

قید و بند

ماسٹر تاج الدین انصاری نے تحریک خلافت، تحریک آزادی وطن اور تحریک ختم نبوت میں اندازاً دس سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ لیکن ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہ آئی اور اس ابتلا کے دور میں بھی عزم و ہمت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ان کے حالات زندگی کا مطالعہ ہمیں عملی جدوجہد، راست بازی اور ملک وملت کی بے لوث خدمت کا درس دیتا ہے۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نے ماہنامہ ’’نقیب نبوت‘‘ ملتان، امیر شریعت نمبر صفحہ ۳۱۲ پر ماسٹر صاحب کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

’’مجلس احرار خوش نصیب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایک اعلیٰ درجہ کا مدبر، میدان سیاست کا شہسوار، شطرنج سیاست کا بہترین کھلاڑی، باطل پرستوں کی مکاریوں اور فریب کاریوں سے پورا آگاہ ماسٹر تاج الدین انصاری جیسا رہنماء عطا فرمایا ہے۔‘‘

ماسٹر جی کی باتیں

اللہ تعالیٰ نے ماسٹر تاج الدین انصاری کو ذہنِ رسا، عقلِ سلیم اور بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ ہر معاملہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر اس پر اپنی رائے دیتے اور یہ رائے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمہ گیری اور جامعیت کو اجاگر کرتی چلی جاتی۔ ۱۹۵۷ء میں راقم الحروف نے بی اے کیا تو والد گرامی نے اس خواہش اظہار کیا کہ میں ملکی سیاست میں حصہ لوں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے محترم ماسٹر جی قبلہ سے رائے لی تو آپ نے فرمایا! میرے بھائی، میں پچاس سال سے زائد عرصہ سے ملکی سیاست میں ہوں۔ میری دوررس نگاہیں اور سیاسی بصیرت آئندہ کی ملکی سیاست کو جس طرح دیکھ رہی ہے وہ موجودہ سیاست سے بہت مختلف ہوگی۔ اس وقت قومی لیڈر اپنی گرہ سے خرچ کر کے قوم کی خدمت کرتے ہیں۔ ملک وقوم کی خدمت کو عبادت کا درجہ دیتے ہیں۔ لیکن آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ سیاست نفع بخش صنعت کا درجہ لے لے گی۔ قومی خزانے کا بے دریغ استعمال اپنے ذاتی مفاد کے لئے ہوگا۔ آج جب ہم ملکی حالات اور لیڈران قوم کو دیکھتے ہیں تو ماسٹر جی کی رائے سو فیصد صحیح ثابت ہوتی ہے۔ موجودہ دور میں جو شخص حلال کما کر اپنی اور اپنی اولاد کی پرورش کرے گا وہ واقعی قابل ستائش اور قابل تقلید ہوگا۔

۱۹۵۸ء میں جب سیاست دانوں کی باہمی آویزش اور محلاتی سازشوں کی وجہ سے ملک میں جنرل ایوب

خان کو پہلا مارشل لاء لگانا پڑا تو ماسٹر جی کی رائے یہ تھی کہ اس ملک سے جمہوریت رخصت ہوگئی ہے۔ ہر چار پانچ سال بعد کوئی جرنیل اٹھا کرے گا اور اقتدار پر قبضہ کرلیا کرے گا۔ جمہوریت کو اس ملک میں استحکام نصیب نہ ہوگا۔ ہمارے ملک کے حالات ماسٹر جی کی رائے کی پوری طرح تائید کرتے ہیں۔ جنرل ایوب خان، جنرل یحییٰ خان، جنرل محمد ضیاء الحق، جنرل پرویز مشرف کے ہاتھوں میں ملک کی باگ دوڑ رہی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس ملک کا وجود جمہوریت یعنی ووٹ کے ذریعہ عمل میں آیا ہے۔ لیکن جمہوریت کو دوام نہ مل سکا۔ اس کی اصل وجہ ہمارے لیڈروں کی باہمی چپقلش کے علاوہ رواداری، اخوت، بھائی چارہ کا فقدان ہے۔ ان میں بدقسمتی سے ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔ اس طرز عمل نے جمہوریت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور اس سے فائدہ ملک دشمن عناصر کو ہی ہوا ہے۔

قرآن وسنت نبویؐ

ایک نجی محفل میں فرمایا کہ ہمارے مذہبی رہنماء حلوہ کھانے کو سنت نبویؐ کی پیروی قرار دیتے ہیں۔ میرے بھائی! اس سے کسے اختلاف ہے۔ ہم سے جس قدر ممکن ہو، سنت نبویؐ کی مکمل پیروی کرنی چاہئے۔ یہ نہیں کرنا چاہئے کہ سنت نبویؐ کی پیروی میں جو کام آسان نظر آئے، وہ کرلیا جائے اور جو مشکل ہو اسے چھوڑ دیا جائے۔ اسے سنت نبویؐ کی پیروی ہرگز نہیں کہتے۔ جب بھی کی جائے سنت نبویؐ کی مکمل پیروی کی جائے۔ اسی میں ہماری فلاح ہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے حلوہ کھانے سے پہلے حق وباطل کے معرکہ میں اپنے دندان مبارک بھی شہید کروائے اور اس کے بعد حلوہ کھایا۔ ماسٹر جی زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن وسنت مکمل احکامات کی پیروی چاہتے تھے۔ کیونکہ قرآن وسنت نبویؐ ہی مکمل ضابطہ حیات ہے۔

اسی سلسلہ میں جانباز مرزا نے اپنی کتاب ’’کاروان احرار‘‘ صفحہ۴۳ پر ماسٹر جی کے ایک خط بنام گاندھی کو نقل کیا ہے۔ جو اس طرح ہے: ’’دراصل صوبہ سرحد کے ایک کانگریسی لیڈر مسٹر مہر چند کھنہ نے گاندھی جی کو خط لکھا تھا کہ آپ نے مجلس احرار کو سول نافرمانی کی اجازت دی۔ گاندھی جی نے اس کا کیا جواب دیا۔ تاریخ کے کسی گوشے میں یہ دستاویز دستیاب نہیں ہوسکی۔ البتہ مجلس احرار کے رہنماء ماسٹر تاج الدین انصاری کا ایک خط ملا جس کے مطابق کانگریسی رہنماء مہاتما گاندھی کو حسب ذیل جواب دیا گیا‘‘ میں بحیثیت ناظم مجلس احرار ہند، اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ آپ کو جواب دوں کہ احرار کے متعلق آپ کا نظریہ درست نہیں۔ مجلس احرار ایک مستقل جماعت ہے جو عدم تشدد کے اصولوں کی سختی سے پابند ہے۔ لیکن اس حد تک جس حد تک اسلام اجازت دیتا ہے۔ اس طرح جب ہماری سوچ وفکر میں کوئی اندھیرا آجاتا ہے تو ہم قرآن حکیم سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن ہوتے ہیں۔ آپ میرے خط کا جواب دیتے ہیں یا نہیں، اس کے لئے تو میرے پاس فرصت ہے کہ میں جواب کا انتظار کروں اور نہ ہی مجھے ضروری ہے، چونکہ غلط فہمی کا احتمال تھا اس لئے خط تحریر کرنا پڑا۔ آداب عرض۔‘‘

ماسٹر تاج الدین کا وصال یکم مئی ۱۹۷۰ء کو ہوا۔ انہیں مفکر احرار چوہدری افضل حق اور ضیغم احرار شیخ حسام الدین کے پہلو میں قبرستان میانی صاحب میں سپرد خاک کیا گیا اور یوں تاریخ کا ایک باب ختم ہوا۔

علامہ مفتی مدرار اللہ مدرار نقشبندیؒ کا ایک واقعہ!

قاری محمد عرفان!

حضرت علامہ مفتی مدرار اللہ مدرار نقشبندی ایک محقق، جید عالم دین اور مردان کے ڈسٹرکٹ خطیب تھے۔ آپ تحریک پاکستان کے صف اول کے رہنماء تھے۔ انہوں نے قیام پاکستان کی جدوجہد میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ ۱۹۳۵ء سے اہم دینی، علمی، تبلیغی اور تصنیفی خدمات انجام دینے میں سرگرمی سے معروف رہے۔ آپ کئی اہم علمی اور تحقیقی کتابوں کے مصنف تھے اور قیام پاکستان کے وقت سے ملک کے ایک کہنہ مشق صحافی تھے جنہوں نے اپنا قلم اور تن، من، دھن اسلام اور نظریہ پاکستان کے استحکام اور ترویج کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ وہ ضعیف العمر ہونے کے باوجود اسلام اور نظریہ پاکستان کے مخالف عناصر کے خلاف زندگی کی آخری سانس تک پوری تندہی کے ساتھ معروف جہاد رہے۔ آپ پشتو، اردو، فارسی اور عربی کے ممتاز شاعر اور ادیب تھے۔

فتنہ قادیانیت کے خلاف جدوجہد

حضرت العلامہ نے ۱۹۳۵ء میں عملی طور پر سیاست میں حصہ لینا شروع کیا اور شعبہ تبلیغ مجلس احرار مردان کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ان دنوں مردان میں قادیانیت کی تحریک زوروں پر تھی جس کا انہوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ وہ مسلسل تبلیغی دوروں اور جلسوں میں معروف رہے جس کے نتیجے میں قادیانیت کی تحریک ماند پڑ گئی اور کئی قادیانی مشرف بہ اسلام ہوئے جس پر قادیانیوں نے مولانا مدرار کے خلاف اس وقت کے انگریز ڈپٹی کمشنر کے پاس شکایت کی کہ ان کی تقریروں سے ہمیں نقص امن کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔ اس پر انگریز حکام نے مولانا کی زبان بندی کرانی چاہی اور مولانا سے حفظ امن کی ضمانت طلب کی۔ لیکن مولانا نے پیران ڈاگہ مردان میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور جلسہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل اور فریب کے خلاف تقریر کرتے ہوئے زبان بندی کے حکم اور حفظ امن کی دفعہ کو توڑ ڈالا۔ ضلعی انتظامیہ نے مولانا کی اس تقریر کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۲۴الف کی زد میں لا کر مولانا مدرار کو ان کے دو ساتھیوں کے ساتھ گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔

حکومت کے اس اقدام پر سارے ملک میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ مجلس احرار اسلام اور جمعیت علماء ہند صوبہ سرحد کے اکابرین نے احتجاج کے طور پر مردان میں عظیم الشان جلسے منعقد کئے اور حکومت پر دباؤ ڈالا کہ مولانا کے خلاف تعزیری احکام واپس لئے جائیں۔ مسلمانوں کی طرف سے شدید احتجاج کی بناء پر اسسٹنٹ کمشنر مردان نے ۱۸ جون ۱۹۳۵ء کو اپنے عدالتی حکم میں قرار دیا کہ ”تا اختتام مقدمہ تم پر کسی قسم کی پابندی نہیں۔ تم باقاعدہ حسب سابق اپنے تبلیغی سلسلہ کو جاری رکھ سکتے ہو اور مرزا کو کافر دجال اور کذاب کہہ سکتے ہو اور مسلمانوں کو مرزائیوں سے الگ رہنے کی تلقین کر سکتے ہو۔“ (روزنامہ احسان لاہور، مجریہ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء)

اس احتجاج میں مجلس احرار اسلام کے رہنماء مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا مظہر علی اظہر لاہور، جمعیت

العلماء صوبہ سرحد کے اکابر مولانا شاکر اللہ نوشہروی اور مولانا محمد شعیب مردان کے علاوہ نواب سر محمد اکبر خان ہوتی اور خان غلام محمد خان لونڈ خور پیش پیش تھے۔ خان ثمین جان خان ایڈووکیٹ پشاور کی وہ خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں۔ جوانہوں نے مولانا کے مقدمہ کی پیروی کرتے ہوئے انجام دیں۔

(بحوالہ خان عبدالغفار خان سیاست وعقائد، ص۲۶۵ تا ۲۶۸)

راولپنڈی میں احتجاجی پروگرامات

قادیانی کچھ عرصہ سے سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں ایک رہائشی پلاٹ کو عبادت گاہ کے طور پر استعمال کررہے تھے۔ بلکہ یہاں تک تجاوز کرچکے تھے کہ ان کی آذان اور تقاریر کی آوازیں بھی اہل محلہ کو سنائی دی جانے لگیں اور نماز جمعہ کے دوران روڈ بلاک کرکے مسلح افراد کو متعین کردیتے تھے۔ ان کی ان سرگرمیوں کے سدباب کے لئے اہل محلہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے امیر حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد سے رابطہ کیا اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ حضرت قاضی صاحب نے اسلام آباد اور راولپنڈی کے مبلغین سے رابطہ کرکے قادیانیوں کے ارتدادی اڈہ کے قریب ہولی فیملی ہسپتال سیٹلائٹ ٹاؤن کی جامع مسجد قبا میں ۱۰/اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز سوموار پہلا ہنگامی اجلاس رکھا جس میں مطالبہ کیا گیا کہ انتظامیہ قادیانیوں کی غیر آئینی اور غیر قانونی سرگرمیوں کا نوٹس لے۔ ۱۳/اکتوبر کو پریس کانفرنس کی گئی لیکن اس کے باوجود انتظامیہ بے بس نظر آئی تو ۱۰/جنوری ۲۰۱۲ء بروز منگل دوبارہ جامع مسجد قباء ہولی فیملی ہسپتال میں علماء اور تاجر حضرات کا کنونشن طلب کیا گیا جس میں طے کیا گیا کہ ۲۹/جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار قادیانیوں کے اس ارتدادی مرکز کے قریب احتجاجی جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ ۲۱/جنوری ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ صادق آباد میں مفتی مجیب الرحمٰن کے پاس علماء کا اجلاس رکھا گیا۔ ۲۴/جنوری ۲۰۱۲ء بروز منگل جامعہ سراجیہ نظامیہ میں اس احتجاجی جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے اجلاس بلایا گیا جس میں مدارس کے ذمہ داران سے اپیل کی گئی کہ اپنے طلبہ سمیت شریک ہوں۔ ۲۶/جنوری ۲۰۱۲ء بروز جمعرات دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار میں جمعیت اہلسنت کے زیراہتمام اجلاس بلایا گیا اور ۲۶/جنوری ۲۰۱۲ء کی شام جامع مسجد الرحمٰن سید پور روڈ میں حضرت مولانا قاضی مشتاق احمد نے احتجاجی جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں اجلاس بلایا۔ ۲۷/جنوری ۲۰۱۲ء جمعہ کا خطاب حضرت مولانا اللہ وسایا نے جامعہ سراجیہ نظامیہ میں کیا۔ ۲۹/جنوری ۲۰۱۲ء بروز اتوار دن ۱۲ بجے ختم نبوت چوک سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایک عظیم الشان احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مفتی اویس عزیز اور قاری عبدالوحید قاسمی نے سرانجام دیئے۔ جلسہ میں پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا عبدالمجید ہزاروی، مولانا سید چراغ الدین شاہ، مفتی حنیف قریشی، شرجیل میر، مولانا قاضی مشتاق احمد اور مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں شریک ہونے والے مسلمانوں نے اس بات کا عزم کیا کہ پاکستان میں قادیانیوں کی غیر قانونی سرگرمیوں کو ختم کرکے دم لیں گے۔ مولانا قاضی مشتاق احمد کے سب متعلقین اور جامعہ فرقانیہ مدینہ کے تمام حضرات نے بڑھ چڑھ کر خدمات سرانجام دیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف کی دعا سے جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

مولانا سید محمد انور شاہ بخاریؒ کا وصال!

عبدالرحمن جامی!

PK76 لکی مروت (III) جمعیت علماء اسلام ضلع لکی مروت کے رہنماء وممتاز عالم دین مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا سید محمد انور شاہ بخاریؒ دارفانی سے مورخہ ۴ رنومبر ۲۰۱۱ء بمطابق 9 ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ بروز جمعۃ المبارک دن گیارہ بجے خالق حقیقی سے جاملے۔ مولانا سید محمد انور شاہ بخاریؒ PK76 ضلع لکی مروت تھری یونین کونسل لنڈیواہ کے نواحی علاقہ میرا اعظم محمن خیل سے منسلک گاؤں پائندہ محمن خیل میں ۱۵ رمئی ۱۹۴۵ء پر مولانا سید عبدالحلیم شاہؒ کے معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میرا اعظم محمن خیل لنڈیواہ کی گورنمنٹ مڈل سکول پاس کرنے کے بعد ضلع لکی مروت کے مشہور اور معروف عالم دین مولانا فضل محمدؒ المعروف صدر صاحب نادر غلوں استاد سے ابتدائی دینی کتابیں فارسی زبان میں اور صرف نحو میں مہارت حاصل کی۔ پھر دورہ حدیث شریف کی تعلیم کے لئے آپ عظیم اسلامی یونیورسٹی مدرسہ عربیہ معراج العلوم (معراج) بنوں کو تشریف لے گئے جبکہ ۱۹۷۱ء میں آپ نے پاکستان کی ہردلعزیز شخصیت یادگار اسلام شیخ الحدیث مولانا علی اکبرؒ چکڈاڈان، شیخ الحدیث مولانا صدر الشہیدؒ (سابقہ ایم این اے بنوں)، شیخ الحدیث مولانا محمد رحمنؒ اور شیخ الحدیث مولانا مفتی عبدالحلیمؒ سے دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی۔ موصوف نے اکابرین کے ساتھ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں کئی بار جیل کاٹی۔ آپ جمعیت علماء اسلام کے بنیادی نظریاتی کارکن تھے۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمود اور قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن صاحب کے آپ معتمد خاص تھے اور خصوصاً مولانا مفتی محمودؒ کے ساتھ ہر کٹھن دور، سخت حالات میں مضبوط اور بے خوف وخطر ہر مشکل کا مقابلہ کیا۔ آپ زندگی بھر دین کی سربلندی وعروج اور نفاذ اسلام کی جدوجہد کے لئے سرگرم عمل رہے اور جے یو آئی کے ساتھ خلوص اور نیک نیتی کی بناء پر کئی مرتبہ، جمعیت علماء اسلام ضلع لکی مروت کے ناظم عمومی (جنرل سیکرٹری) صوبائی اور مرکزی ذمہ داریوں پر جمعیت کے پلیٹ فارم سے خدمات سرانجام دیتے رہے اور اب اس وقت بھی صوبائی ممبر مجلس عمومی، تحصیل لکی مروت کے ممبر مجلس شوریٰ جبکہ علاقائی سطح پر اپنے مقامی یونٹ اور یونین کونسل لنڈیواہ اور جمعیت طلباء اسلام کے سرپرست اعلیٰ تھے اور انہوں نے اپنے آبائی گاؤں میں ایک بڑی جامع مسجد عثمان خیل میں امامت، درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا تھا۔

مولانا سید محمد انور شاہ بخاریؒ امانت، دیانت، تقویٰ، اخلاص کے پہاڑ تھے۔ آپ کی زبان مبارک سے ہمیشہ خیر وبھلائی کی باتیں سنی گئیں۔ آپ اتحاد بین المسلمین کے زبردست حامی تھے۔ فرقہ واریت کو ملک کے لئے زہر قاتل سمجھتے تھے۔ ہنس مکھ چہرہ، باغ وبہار شخصیت، نیکی، تقویٰ کی سعادت مندی کے آثار پیشانی سے جھلکتے تھے۔ موصوف کے پاس جو شخص آتا سب غم بھلا کر جاتا۔ خدمت خلق کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ خلق خدا کی خدمت کر کے روحانی فرحت محسوس کرتے تھے۔

قدرت نے آپ کو معاملہ فہمی کی نعمت سے وافر حصہ دیا تھا۔ اجلا لباس، سر پر پگڑی، کندھے پر رومال چہرہ پر آل رسول ﷺ ہونے کے آثار مبارک۔ جب بولتے تھے تو ہونٹوں سے پھول برستے تھے۔ جلسوں، تقریبات کو پیدل پر عصا لگا کر جاتے تھے اور جماعت میں ہمیشہ کارکنوں کو آگے بڑھاتے تھے۔ دینی مدرسے و مسجد سے اپنا تعلق قائم رکھا جبکہ تمام اولاد کو دین کی تعلیم سے بہرہ ور و سیراب کئے جن میں موصوف کا بڑا بیٹا سید صفدر علی شاہ بخاری امسال دیوبند ثانی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (نوشہرہ) میں دورہ حدیث شریف کر رہے ہیں جبکہ سید محمد زبیر علی شاہ بخاری اور سید واجد علی شاہ بخاری دونوں حفاظ قرآن مجید ہیں۔ بلکہ سب سے چھوٹا بیٹا سید محمد مدثر علی شاہ بخاری ۸ سال کی عمر میں ۱۶ سپارے حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ موصوف شوگر گردوں سے اچانک بیمار ہوئے علاج کے لئے ضلع بنوں کے سی ایم ایچ ہسپتال میں داخل کیا۔ ڈاکٹروں نے دل وجان سے علاج کا حق ادا کیا لیکن موصوف کا اس دار فانی میں مزید زندگی نہ تھی، وہ جمعۃ المبارک کے دن خالق حقیقی سے جا ملے۔

وصال سے چند روز قبل عیادت وزیارت کے لئے راقم الحروف اور جے یو آئی کے ضلع رہنما مولانا مفتی احسان اللہ مروت صاحب موصوف کے گھر حاضر ہوئے تو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ بہت ہی محبت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کا نماز جنازہ ضلع لکی مروت بلکہ پورا کرم پار و اقوام مچن خیل کے تاریخی جنازوں میں ایک جنازہ تھا۔ ان کے جنازے میں جے یو آئی کے ضلعی مجلس عاملہ، تینوں تحصیلوں کے مجلس عاملہ، دینی مدارس کے علماء وطلباء سیاسی عمائدین، صحافی، مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات مچن خیل اور کرم پار سے آئے ہوئے عوام الناس نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ جبکہ موصوف کا نماز جنازہ اقوام مچن خیل کے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث مولانا محمد نواز صاحب نے پڑھائی اور اپنے شاگردوں علماء کرام کے قدموں میں آسودہ خاک ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں۔ آمین!

ختم نبوت کانفرنس ٹنڈو الہ یار

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲/ جنوری ۲۰۱۲ء بعد نماز عشاء جامع مسجد کی میرواہ روڈ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کا نظام تباہ ہو جائے، کائنات ملیا میٹ ہو جائے، سورج، ستارے بے نور ہو جائیں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن آپ ﷺ کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پر پورے دین کی بنیاد ہے۔ اس بنیادی عقیدہ کی حفاظت کے لئے ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ نے فتنہ قادیانیت کا مطالعہ کیا تو آپ نے اپنے تمام شاگردوں اور طلبا کو تردید قادیانیت کی طرف متوجہ کیا اور آپ فارغ التحصیل ہونے والے طالب علم کو تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے کی نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک موقع پر فرمایا کہ جس شخص نے ایک گھنٹہ بھی عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کام کیا۔ اس کو ضرور آپ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ اگر ہم ختم نبوت کا کام نہ کریں تو گلی کا کتا بھی ہم سے اچھا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے مالک سے وفاداری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اس کانفرنس میں اسٹیج سیکریٹری کے فرائض جامعہ صدیق اکبر کے استاذ مولانا خالد نثار نے انجام دیئے۔

تبلیغی مرکز رائیونڈ کے استاد مولانا محمد اکرم کا سانحہ ارتحال

قاری عبدالستار!

اندرون سندھ کے سب سے بڑے دینی ادارے دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور ضلع سانگھڑ کے نائب مہتمم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سلیم کے سب سے بڑے فرزند اور تبلیغی بزرگ مولانا محمد جمشید کے نواسے رائے ونڈ مدرسہ کے سینئر استاد مولانا خورشید احمد کے بھانجے مولانا محمد اکرم ایک کار حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مولانا مرحوم راقم الحروف کے ہم مکتب و ہم سبق ساتھی تھے۔ دارالعلوم الحسینیہ شہداد پور میں شعبہ حفظ سے گردان کی کلاس میں اکٹھے پڑھتے رہے اور ایک ہی سال میں فارغ ہوئے۔ اگلے سال مدرسہ ہذا ہی میں شعبہ کتب میں اکٹھے داخل ہوئے اور چار سال ایک ہی درجہ میں ساتھ رہنے کا موقع ملا۔ درجہ ثانیہ کا امتحان دے کر مولانا رائے ونڈ مدرسہ میں داخل ہوگئے۔ بقیہ تعلیم اپنے نانا اور ماموں کے پاس رہ کر مکمل کی اور فراغت کے بعد رائے ونڈ مدرسہ میں ہی استاد مقرر ہوئے۔ عرصہ ۱۲ سال سے رائے ونڈ کے شعبہ کتب میں تدریس کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ مولانا کی عمر تقریباً ۳۷ برس تھی۔ انتہائی سنجیدہ، کم گو، سمجھدار، خوش اخلاق، ہنس مکھ تھے۔ دراز قد، سانولا رنگ، موٹی آنکھیں، دلکش چہرہ اور متقی انسان تھے۔ اپنی گاڑی میں اپنے بچوں کے ساتھ لاہور سے رائے ونڈ آتے ہوئے گاڑی بے قابو ہو کر ایک کھمبے سے ٹکرا گئی۔ بڑا بیٹا عمر ۳ سال شدید زخمی ہوا۔ چھوٹی بیٹی عمر ا سال اور اہلیہ کو معمولی زخم آئے اور خود تقریباً ۱۰ روز تک ہسپتال میں بے ہوش رہ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

بجھا چراغ اٹھی بزم کھل کے روائے دل ۔۔۔ وہ سب چل بسے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی

۲۷ جنوری بروز جمعہ آپ کا جنازہ رائے ونڈ مرکز میں ہی ہزاروں افراد نے پڑھا اور وہیں آپ کی تدفین ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے امیر علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا توصیف احمد، مفتی حفیظ الرحمن، مولانا راشد مدنی سمیت ملک بھر کے ہزاروں علماء کرام نے ان کے والد شیخ الحدیث مولانا محمد سلیم صاحب سے ان کے گھر شہداد پور جا کر تعزیت کی۔ یہ سلسلہ تا حال جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے والدین اور بچوں کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

مولانا عبدالحمید کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈاہرانوالی ضلع حافظ آباد کے رہنما اور جامعہ مسجد اہل حدیث کے خطیب پروانہ ختم نبوت مولانا عبدالحمید مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا عبدالحمید صاحبؒ ہر دل عزیز اور پروانہ ختم نبوت اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ مولاناؒ نے اپنی تمام زندگی تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت موصوفؒ کے پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومؒ کے صاحبزادوں کو ختم نبوت کی عظیم اور پاکیزہ تحریک سے وابستگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مولانا اللہ وسایا کی ایک قیصرانی سردار سے گفتگو!

قسط نمبر:۴ مولانا غلام رسول دین پوری!

مولانا اللہ وسایا...... بہت اچھا خان صاحب! اللہ آپ کو عزت دے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کو ایک تو قرآن پاک نے بیان کیا اور خود حضور ﷺ نے بھی احادیث مبارکہ میں بیان فرمائی اور دوسری بات یہ ہے کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ رحمت عالم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد جو آدمی دعویٰ نبوت کا کرے وہ کافر ہے۔ ہمارے ایک امام گزرے ہیں۔ جن کا نام امام ابوحنیفہ ؒ (نعمان بن ثابت ؒ) ہے۔ انہوں نے لکھا ہے: ”ان دعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع “ (کہ بے شک ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاتفاق کفر ہے) رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور ان کا آسمان سے نازل ہونا ختم نبوت کے منافی ہے۔ یہ چیز ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ سے پہلے نبی بن چکے ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد نبی نہیں بنے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا اور آسمان سے ان کا نازل ہونا ختم نبوت کے منافی تب ہوتا جب وہ حضور ﷺ کے بعد نبی بنتے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیں کہ جو تعداد حضرات انبیاء علیہم السلام کی اللہ تعالیٰ کے علم میں مقدر تھی۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ تک پوری ہو چکی۔ اب رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی مقررہ تعداد پوری ہو چکی ہے۔ خان صاحب! اسے مثال سے یوں سمجھیں کہ ایک اسکول یا کالج کا پرنسپل اور یا مدرسہ کا کوئی مہتمم یہ اعلان کردے اور چھاپ بھی دے کہ اس سال ہم نے اپنے اسکول یا کالج یا مدرسہ میں ایک سو طلبہ کا داخلہ کرنا ہے اور اعلان کے مطابق تعداد پوری ہو جائے۔ تو ظاہر بات ہے کہ اس تعداد میں آخری طالب علم اسے تصور کیا جائے گا۔ جو سب سے آخر میں داخل ہوا ہے۔ اب ان میں سے کوئی وقتی یا عارضی طور پر کہیں چلا جائے اور جس کام کے لئے گیا تھا وہ پورا کر کے واپس آئے۔ تو پرنسپل صاحب یا مہتمم صاحب اسے بٹھا دے تو اس کا بیٹھنا اور پڑھنا اس اعلان داخلہ کے منافی نہیں۔ بلکہ عین مطابق ہے۔ اب کوئی نیا داخلہ لینے کے لئے آتا ہے تو پرنسپل یا مہتمم صاحب اسے داخلہ نہیں دیتے اور یہ کہہ کر کہ ہماری تعداد اعلان داخلہ کے مطابق پوری ہو چکی ہے۔ اب کسی نئے طالب علم کو داخلہ نہیں ملے گا۔ اسے جواب دیتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ فلاں طالب علم کو تو بٹھا لیا گیا ہے۔ مجھے داخلہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ تو پرنسپل صاحب اور مہتمم صاحب یہی جواب دیں گے کہ اس کا داخلہ تو پہلے سے ہوا ہوا ہے۔ نئے سرے سے اب داخل نہیں ہوا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نبی پہلے سے بن چکے ہیں۔ وہ تشریف لائیں گے تو نئے نبی بن کر تشریف نہیں لائیں گے۔ بلکہ وہ سلسلۂ نبوت میں پہلے داخل ہو چکے ہیں۔ اسے مزید یوں سمجھیں کہ آپ تو ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بات کرتے ہیں۔ ہمارا کیا بلکہ پوری امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے اور قرآن وحدیث میں یہ موجود

ہے کہ قیامت کے دن رحمت عالم ﷺ کی موجودگی میں تمام انبیاء علیہم السلام تشریف فرما ہوں گے۔ اس وقت بھی آپ ﷺ خاتم النبیین ہوں گے۔ ہوں گے یا نہیں ہوں گے؟

سردار صاحب…… بالکل ہوں گے۔

مولانا اللہ وسایا…… اس کے علاوہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ شب معراج حضرات انبیاء علیہم السلام سب کے سب مسجد اقصیٰ میں جمع تھے اور سب سے آپ ﷺ کی ملاقات کرائی گئی۔ تب بھی آپ ﷺ خاتم النبیین تھے۔ جب تمام انبیاء علیہم السلام کا موجود ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں۔ تو ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا ختم نبوت کے کس طرح منافی ہوسکتا ہے؟ اور اس حقیقت کا کیسے انکار کیا جائے؟۔ جس پر قرآن پاک کے علاوہ بیسیوں احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ جن میں حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی بشارتیں دی ہیں اور بڑی وضاحت کے ساتھ اور تاکید کے ساتھ ان کا آنا بتلایا ہے۔ مثلاً بخاری شریف میں ہے:

”عن ابی هريرة ؓ قال: قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلاً، فيكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الحرب، ويفيض المال حتىٰ لا يقبله احد، حتىٰ تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها، ثم يقول ابوهريرة ؓ واقرؤا ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً (بخاری ج۱ ص۴۹۰)“ ﴿حضرت ابوہریرہ ؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یقیناً وہ زمانہ قریب ہے جب تم میں ابن مریم علیہما السلام حاکم عادل ہونے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جنگ کا خاتمہ کریں گے۔ مال ودولت کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی قبول نہ کرے گا اور لوگوں کی نظر میں ایک سجدہ کی قدروقیمت دنیا ومافیہا سے زیادہ ہوگی۔ پھر حضرت ابوہریرہ ؓ فرمانے لگے۔ اگر تم چاہو تو بطور تائید قرآن پاک کی یہ آیت پڑھ لو۔”وان من اهل الكتاب…… الخ!“ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں ہوگا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان پر قیامت کے دن گواہ ہوں گے۔﴾

غور کریں! حضور ﷺ نے اپنے اس ارشاد مبارک میں قسم اٹھا کر فرمایا کہ ضرور بالضرور نازل ہوں گے عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام)۔

خان صاحب! ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ نے جو فرمایا وہ حق اور سچ ہے۔ زمین وآسمان تو ریزہ ریزہ ہوسکتے ہیں۔ مگر حضور ﷺ کا فرمایا ہوا جھوٹا نہیں ہوسکتا اور دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

”كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم“ ﴿کہ اس وقت تمہاری خوشی کا کیا عالم ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔﴾

اس حدیث پاک میں بھی آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوگا۔ غلام احمد قادیانی کا نام نہیں لیا، اور فرمایا ابن مریم علیہما السلام نازل ہوگا۔ یہ نہیں فرمایا کہ ابن چراغ بی بی نازل ہوگا، اور فرمایا تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

معلوم ہوا عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام اور شخصیت ہیں اور امام مہدی علیہ الرضوان اور شخصیت۔ دو ایک نہیں ہو سکتے اور ایک دو نہیں ہو سکتا۔ جب کہ مرزا قادیانی یہ کہتا ہے کہ عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) بھی میں ہوں اور مہدی (علیہ الرضوان) بھی میں۔

اور مرزا قادیانی نے بھی پہلے اپنی کتاب ''براہین احمدیہ'' (جو روحانی خزائن کی پہلی جلد میں ہے اور یہ پہلی جلد ۶۷۳ صفحات پر مشتمل ہے) کے ص ۴۹۹ اور روحانی خزائن کے ص ۵۹۳ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا اقرار لکھا ہے۔ یہ دیکھیں! قرآن پاک کی آیت نقل کر کے لکھتا ہے:

''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔''

(براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو بھی مرزا قادیانی نے لکھا اور ساتھ ہی اپنے آپ کو عاجز کہہ کر انکار بھی تدریجاً کر رہا ہے اور دوسری جگہ پر صاف انکار لکھا ہے۔ چنانچہ دیکھیں! یہ مرزا قادیانی کی کتاب ہے۔ جس کا نام ہے ''مسیح ہندوستان میں'' یہ ''روحانی خزائن'' کی جلد نمبر ۱۵ میں ہے۔ یہ جلد ۶۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ اس کتاب کا ''دیباچہ'' ہے۔ اس کے ص ۱۴ پر لکھا ہے:

''حضرت مسیح علیہ السلام...... ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر کشمیر میں فوت ہو گئے اور سری نگر محلہ خانیار میں ان کی قبر ہے۔''

(مسیح ہندوستان میں ص ۱۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۴)

خان صاحب! یہ دونوں کتابیں مرزا قادیانی کی ہیں۔ پہلی کتاب ''براہین احمدیہ'' جس کے بارے میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ حضور ﷺ کی تصدیق سے اس کا نام ''قطبی'' رکھا ہے۔ دیکھئے:

''جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔''

(براہین احمدیہ ص ۲۴۹، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)

دوسری جگہ لکھتا ہے کہ یہ کتاب قرآن پاک کی تفسیر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی۔ جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے۔ جس کو علی رضی اللہ عنہ نے تالیف کیا ہے اور اب علی رضی اللہ عنہ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔''

(براہین احمدیہ ص ۵۰۳، خزائن ج ۱ ص ۵۹۹)

اس کتاب میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی حیات اور ان کے نزول کا اقرار کیا۔ جب کہ دوسری کتاب ''مسیح ہندوستان میں'' لکھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ خان صاحب! غور کریں۔ حضور ﷺ نے

قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ غلام احمد بن چراغ بی بی پیدا ہوگا۔ بالکل اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کہتا ہے۔

ابن مریم مرگیا حق کی قسم

(ازالہ اوہام ص۶۳۴، خزائن ج۳ ص۵۱۳)

خان صاحب! یہ تو نہیں ہوسکتا کہ بلایا کسی کو جائے اور چلا جاؤں میں۔ مثلاً بلایا جائے ''عبدالعزیز'' کو اور آجائے ''امان اللہ'' اور ''امان اللہ'' کہے کہ میں ''عبدالعزیز'' ہوں۔ تو ''امان اللہ'' عبدالعزیز کیسے ہوسکتا ہے؟

سردار صاحب...... بالکل نہیں ہوسکتا۔ یہ تو عقل کے بھی خلاف ہے۔

مولانا اللہ وسایا...... خان صاحب! مزے کی بات آپ کو سناؤں۔ مرزا قادیانی سے جب پوچھا گیا کہ تو مسیح عیسیٰ بن مریم کیسے بنا؟ تو مرزا قادیانی نے کہا:

''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔'' (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

کہ پہلے میں ''مریم بنا'' پھر مجھے حمل ہوا اور دس مہینے تک مجھے حمل رہا۔ پھر مریم سے عیسیٰ بنا۔ جب پوچھا گیا کہ مرزا قادیانی حاملہ کس طرح ہوا تو اس کا جواب مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی یار محمد نے اپنی کتاب ''اسلامی قربانی'' میں یوں دیا کہ:

''جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔'' (اسلامی قربانی ص۱۲، مؤلفہ قاضی یار محمد)

اب اس عبارت کو غور سے دیکھیں اور اندازہ لگائیں کہ کس طرح مرزا قادیانی ایک سانس میں متضاد باتیں کہہ جاتا ہے۔ دیکھیں ایک طرف مرزا قادیانی کو مسیح موعود بھی لکھا ہے اور دوسری طرف مرزا قادیانی کو عورت بھی کہا ہے اور مرزا قادیانی کے مرید نے مرزا قادیانی کے حوالے سے لکھا ہے اور پھر اپنے آپ کو عیسیٰ بھی کہتا ہے۔ جب کہ اس نے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے کا اقرار ''براہین احمدیہ'' میں لکھا ہے کہ:

''جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔'' (حوالہ اوپر گذر چکا ہے)

اور ادھر اپنے نہ ماننے والوں کو غیر مسلمان بھی کہتا ہے۔ یہ دیکھیں اس کی کتاب ہے جس کا نام ''تذکرہ'' ہے۔ اس میں لکھتا ہے:

''خداتعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔'' (تذکرہ مجموعہ الہامات ص۶۰۷)

مرزا قادیانی کی اس عبارت کا اعتبار کیا جائے پھر تو دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں رہتا۔ کیونکہ دنیا کا کوئی

ایک مسلمان بھی ایسا نہیں جو مرزا قادیانی کو نبی مانتا ہو تو مرزا قادیانی کے نزدیک مسلمان سب کے سب کافر ہوئے اور پھر مرزائیوں کے دو گروہ ہیں۔

۱...... قادیانی مرزائی۔ ۲...... لاہوری مرزائی۔

قادیانی مرزائی، لاہوری مرزائیوں کو کافر کہتے ہیں اور لاہوری مرزائی، قادیانی مرزائیوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں ایک بھی مسلمان نہ رہا۔ جب دنیا کے سارے مسلمان کافر ہوگئے اور ایک بھی مسلمان نہ رہا تو پھر پوری دنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟

سردار صاحب...... مولانا صاحب! لوگ میرے پاس ہر طرح کے آتے ہیں اور ہر رنگ میں آتے ہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ، کوئی سیاسی رنگ میں غرضیکہ اپنے اپنے مفادات لے کر آتے ہیں۔ مگر میں اس چیز کی نفی کرتا ہوں۔ ہمارے خاندان میں دو تین ٹاپک ایسے ہیں جن کا سیاست کے ساتھ تعلق ہے۔ اس لحاظ سے ہر قسم کا آدمی ہمارے پاس آتا ہے۔ اصل چیز یہ ہے جو آپ فرمارہے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا...... (نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا) خان صاحب سنیں!

۱...... میری درخواست یہ ہے کہ ایمان اور اسلام بندے اور اس کے رب کے درمیان کا ایک معاملہ ہے۔ ممکن ہے کہ میں اپنی گفتگو کے دوران آپ کو دھوکہ دے دوں اور آپ دوران گفتگو مجھے دھوکہ دے لیں۔ لیکن بندہ اپنے رب کو تو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ (ایک بات)

۲...... دوسری بات یہ ہے کہ ایمان اور اسلام کی گارنٹی مولوی کے پاس یا اس کے ہاتھ میں نہیں ہے کہ مولوی صاحب سرٹیفکیٹ جاری کردیں گے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ ورنہ نہیں۔ ایک آدمی غلط بیانی کر کے، جھوٹ بول کر مولوی صاحب سے سرٹیفکیٹ لے لے اور وہ عنداللہ مؤمن نہ ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی ہے تو مؤمن۔ لیکن اس کے ایمان کا کسی کو بھی پتہ نہیں۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کیا ایسا ہے بھی سہی؟ تو یاد رکھیں! صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کی ایک طویل روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ:

''حضرت انس ﷛ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ سب اوّلین وآخرین میدان حشر میں جمع ہوں گے۔ لوگوں میں سخت اضطراب کی کیفیت ہوگی۔ پھر سبھی لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ اپنے رب سے ہماری سفارش کردیں۔ تاکہ اس حالت سے ہماری رہائی ہو جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ میں اس مرتبہ کا نہیں ہوں۔ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ خلیل اللہ ہیں۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور شفاعت کا سوال ان کے آگے رکھیں گے۔ وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس لائق نہیں۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ کلیم اللہ ہیں۔ (غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پھر رحمت دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے) سب سے آخر میں جب حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچیں گے اور آپ سے شفاعت کا سوال کریں گے تو آپ ﷺ فرمائیں گے۔ ہاں میں اس لائق ہوں۔ پھر آپ ﷺ سربسجود ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی خاص حمد وثناء کریں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ

فرمائیں گے۔ اپنا سر سجدے سے اٹھاؤ۔ جو سفارش کرو قبول ہوگی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں میں عرض کروں گا۔ میری امت! میری امت! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ جاؤ! جس کے دل میں جو کے دانہ کے برابر بھی نور ایمان ہو۔ اس کو نکال لو! تو میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ غرضیکہ بار بار حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش فرمائیں گے۔ آخر میں خود اللہ تعالیٰ اپنے چلو مبارک سے اہل ایمان کو جہنم سے نکال کر جنت میں بھیجیں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جن کا ایمان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوگا اور کسی کو معلوم نہیں ہوگا۔ نہ انبیاء علیہم السلام کو، نہ صلحاء کو، نہ علماء کو، نہ شہداء کو، نہ قراء کو، نہ حفاظ کو، کسی کو بھی معلوم نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے چلو سے اس وقت نکالیں گے۔ جب سب سفارش کر چکے ہوں گے۔''

ہمارے ایک بزرگ تھے جن کا نام سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ ہے۔ وہ جب یہ حدیث بیان فرماتے تو گریہ ان پر طاری ہو جاتا تھا اور فرماتے سب سے زیادہ خوش قسمت وہ ہے جو اللہ کے چلو میں آ جائے اور سب سے محروم القسمت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے چلو مبارک سے رہ جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کچھ بھی کہے، کہتی رہے۔ دنیا تو خدا تعالیٰ پر بھی تبصرہ کرتی ہے۔ اس لئے دنیا کی طرف دھیان نہیں دینا چاہئے۔

سردار صاحب...... جی بالکل! بے شک آپ نے صحیح فرمایا ہے۔ مولانا صاحب! ہمارا جو خاندان ہے ایک فیملی ہے۔ یہ سرداری نظام کے ماتحت ہے اور سیاست کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ یہ بہت بڑی بدقسمتی اور بدبختی کی بات ہے۔ میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ اگر بالفرض ہمارا خاندان مرزائیت میں نہ ہوتا۔ بلکہ مسلمان ہوتا تو وہ سیاست کی سوچ بھی نہ رکھتے۔ ایک پرسنٹ بھی اور نہ ہی انہیں سیاست کی کبھی ہوا لگتی۔ کیونکہ مرزائیت کی بنیاد ہی سیاست ہے۔ میر بادشاہ میرے رشتہ داروں میں سے ہے۔ ایک مرتبہ وہ میرے بارے میں کہنے لگے کہ اگر یہ مسلمان ہونا چاہتا ہے تو بخوشی ہو جائے۔ مگر جس طرح مسلمان ہونے کے لئے لازمی ہے کہ وہ مرزا قادیانی پر لعنت بھیجے۔ تو ایسے یہ والدین پر بھی لعنت بھیجے۔ مولانا صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قرآن وحدیث کا مسئلہ نہیں کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔

مولانا اللہ وسایا...... میں تھوڑی دیر کے لئے آپ کی بات کاٹنا چاہتا ہوں۔ (معذرت کے ساتھ (خان صاحب: کوئی بات نہیں) (۱) ایمان اور اسلام آپ کے اور آپ کے رب کے درمیان ایک معاملہ ہے۔

سردار صاحب...... بالکل ٹھیک ہے۔

مولانا اللہ وسایا...... (۲) دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کیا کہتی ہے؟۔ کچھ سے کچھ کہے۔ آپ کا اور آپ کے رب کا معاملہ صحیح ہونا چاہئے۔ دنیا کو آپ کہیں کہ میں اسلام قبول کر رہا ہوں۔ قادیانیت کو چھوڑ رہا ہوں۔ لیکن آپ کا اندر ہی اندر یہ ارادہ اور نیت ہو کہ میں نے سیاست کرنی ہے۔ تو یہ بھی آپ کا اور آپ کے رب کا معاملہ ہے۔

سردار صاحب...... جی بالکل!

مولانا اللہ وسایا...... دنیا کچھ کہے۔ لیکن آپ اس کے بالمقابل یہ کہیں کہ جب ہمارا معاملہ ان

(قادیانیوں) سے جدا ہے۔ ساری زندگی مسلمان ان سے جدا، مسلمانوں کا کھانا پینا ان سے علیحدہ، اٹھنا بیٹھنا جدا، شادی، غمی ان سے جدا، مرنا جینا ان سے جدا، قبرستان ان سے جدا، جب ہر ہر چیز مسلمانوں کی ان سے علیحدہ اور جدا ہے تو دنیا جو مرضی کہتی رہے دس مرتبہ کہے۔ اگر آپ کا معاملہ اپنے رب کے ساتھ ٹھیک ہے۔ آپ کا ضمیر اور دل مطمئن ہے۔ پھر آپ کو کوئی کسی کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ آپ علی الاعلان کہیں کہ میں نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ اب میرے تمام معاملات مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے۔ پھر دنیا کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ مرزائی کچھ سے کچھ کہیں۔ بھلا یہ کیوں نہ کہیں کہ اس نے صرف سیاست کی خاطر اسلام قبول کیا ہے۔ کہتے رہیں۔ آپ مطمئن رہیں۔ جب آپ نے اسلام قبول کرلیا اور اعلان کردیا کہ مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ آج کے بعد میرے تمام معاملات مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے۔ مرزائیوں کے ساتھ نہیں ہوں گے تو پھر ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم آپ کا احترام کریں۔ ہم آپ کو اپنے سے اچھا سمجھیں۔

سردار صاحب...... جی بالکل آپ نے صحیح فرمایا۔

مولانا اللہ وسایا...... خان صاحب! ہم جیسے مولوی کے لئے بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اللہ جانتا ہے رزق سامنے ہے۔ حضور ﷺ کی شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ اگر ایک آدمی پہلے سے مسلمان نہیں تھا۔ اب اس نے اسلام قبول کیا ہے۔ تو اسلام قبول کرنے کے بعد وہ ایسے ہے جیسے آج اپنی ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک وصاف پیدا ہوا ہو۔

خان صاحب! دنیا مانتی ہے کہ ابوجہل کافر تھا، مسلمان نہیں تھا اور تھا حضور ﷺ کا قریبی۔ لیکن اس کا بیٹا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا صحابی رضی اللہ عنہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی سعادت بخشی اور یہ بھی دنیا کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ نصیحت فرما رکھی تھی کہ جس وقت حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ مجلس میں بیٹھے ہوں تو ابوجہل کی غیبت نہ کرنا۔ کیونکہ اس سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا دل دکھے گا۔ انہیں ایذاء پہنچے گی۔ اس لئے خان صاحب! ہمارا آپ سے یہ مطالبہ نہیں کہ آپ اپنے والدین پر لعنت بھیجیں۔

سردار صاحب...... جی بالکل! وہ تو ان کا اپنا معاملہ ہے اور یہ مسئلہ جدا ہے۔

مولانا اللہ وسایا...... ذرا قطع کلامی معاف! ایک طرف ہے والدین پر لعنت بھیجنے کا مطالبہ اور یہ آپ جیسے آبرو دار آدمی کے لئے تو بہت ہی مشکل ہے اور ایک طرف ہے حضور ﷺ کی محبت کا تقاضا۔ حضور ﷺ کی ذات اقدس پر تو ساری دنیا اور دنیا کے سارے ماں باپ بھی قربان۔ آپ کی ذات اقدس اور محبت کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں اور ایک طرف ہے قادیان کا دہقان۔ وہ یہ کہے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔ (خان صاحب اور حاضرین: استغفراللہ!، استغفراللہ!)

خان صاحب! تم جیسے بہادر آدمی کے لئے تو بڑی دلیری اور جرأت کے ساتھ اعلان کردینا چاہئے کہ میں حضور ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتا ہوں اور مرزا قادیانی نے چونکہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کفر ہے۔ اس لئے میں مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ نہ میرا اس سے کوئی تعلق اور نہ اس کا

میرے ساتھ کوئی تعلق اور آج کے بعد نہ میرا مرزائیوں کے ساتھ کوئی تعلق ہے اور نہ ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاندانی وجاہت بخشی ہے۔اس سے آپ فائدہ اٹھائیں۔لہٰذا اس وقت میری آپ سے صرف ایک ہی درخواست ہے۔ وہ یہ کہ آپ سیاسی مفادات کی خاطر اسلام قبول نہ کریں۔کسی کے کہنے کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اپنے دل ودماغ کو حاضر کر کے اچھی طرح سوچ وبچار کر کے ایسا بہادرانہ اور جرأتمندانہ فیصلہ کرو کہ مثال قائم ہو جائے کہ کسی جوان آدمی نے یہ فیصلہ کیا ہے اور کیا تھا اور امید ہے کہ آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ سارے خاندان کو ہدایت عطاء فرمائیں گے اور آنے والی نسل بھی انشاءاللہ راہ راست پر رہے گی۔اس کا سارا ثواب انشاءاللہ جناب کو ملے گا۔اس کے بارے میں آپ سے جتنا ہو سکے۔سوچ سمجھ کر جلدی اور صحیح فیصلہ کریں۔

سردار صاحب...... مولانا صاحب! میں تو اس وقت یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی میری فیملی ہے۔میرا خاندان ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دے دے تو میں کتنے آدمی لے کر آؤں گا؟ انشاءاللہ! سارا خاندان مسلمان کراؤں گا۔اللہ جانتا ہے۔کیا میرا دل یہ گوارا کر سکتا ہے کہ میرے دوست، میرے عزیز، میرے بہن بھائی، میرا کنبہ قبیلہ، میرا خاندان اور میرے رشتے داروں میں سے کوئی جہنم میں چلا جائے؟ مجھے یہ گوارا نہیں کہ میں تو مسلمان ہو جاؤں اور میرا خاندان جہنم میں جائے۔اس واسطے میں ان کے لئے بھی کوشش کروں گا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔

دوسری میری درخواست یہ ہے۔اللہ گواہ ہے کہ جیسے میرا معاملہ ہے کہ میرے پاس یوں تو ہر قسم کے لوگ، ہر طبقے کے لوگ، سیاسی سماجی لائن کے آتے ہیں۔اسی طرح میرے باقی رشتے داروں کا معاملہ ہے کہ ان کے پاس بھی کوئی ایسا آدمی نہیں آیا۔جس نے ختم نبوت کا پیغام دیا ہو اور آ کر یہ کہا ہو کہ آ ؤ مل بیٹھتے ہیں اور مذاکرات کرتے ہیں۔تمہیں سمجھاتے ہیں۔آپ کے جو اشکالات ہیں وہ دور کرتے ہیں۔جہاں تک میری معلومات ہیں کوئی ایسا آدمی نہیں آیا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم فرمایا کہ میرے یہ دوست تشریف لائے اور یہ کہا کہ اس لعنت (مرزائیت) کو چھوڑ دو اور مسلمان ہو جاؤ۔اسی طرح میری گھر والی گورچانی سرداروں کی بیٹی ہے۔اس کا بھی میرے ساتھ یہی جھگڑا چلتا رہتا ہے کہ تو مسلمان ہو جا۔میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جیسے مجھے والدین کی طرف سے کوٹھیاں، بنگلے، ڈیرے اور زمین وغیرہ وراثت میں ملی ہیں۔اسی طرح یہ مرزائیت بھی مجھے خاندانی طور پر وراثت میں ملی ہے۔آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صراط مستقیم دکھا دے۔راہ راست پر لے آئے اور میں مسلمان ہو جاؤں۔

مولانا اللہ وسایا...... ہمارے ایک بزرگ تھے۔حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید ؒ، ایک مرتبہ وہ سبق پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔تو ایک شاگرد نے سوال کیا کہ میری ایک آدمی کے ساتھ قرابت داری ہے۔لیکن وہ قادیانی ہے۔اس کا والد فوت ہو گیا ہے۔وہ بھی قادیانی تھا تو کیا میں اس کے پاس تعزیت کے سلسلہ میں جا سکتا ہوں؟ اور اس سے تعزیت کر سکتا ہوں؟ حضرت لدھیانوی ؒ نے فرمایا کہ بھائی! تو تو جائے تعزیت کے لئے اور لوگوں سے کہتے رہو قادیانیت سے بچو! یہ بہت بڑا فتنہ ہے۔آپ کی تبلیغ کچھ ہو اور عمل کچھ۔تو آپ کی تبلیغ کا کچھ بھی اثر نہ ہو گا۔اس نے پھر سوال کیا اور پوچھا کہ کسی کو پتہ نہیں چلنے دوں گا۔حضرتؒ نے فرمایا۔یہ تو غلط بات ہے۔پھر پوچھا کہ چلو یہ ارشاد فرمائیں کہ از روئے شریعت کیا حکم ہے؟ کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟ تو

حضرتؒ نے فرمایا۔ اگر یہ پوچھتے ہو کہ شریعت کیا کہتی ہے تو پھر سنو! شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اس کے پاس جائیں۔ لیکن جا کر آپ اس کے لئے بخشش کی دعا نہ کریں۔ البتہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ دیکھو! تیرا والد فوت ہوگیا ہے۔ یقیناً اس کا تجھے صدمہ ہے۔ لیکن تجھے ایک صدمہ ہے۔ مجھے دو صدمے ہیں۔ ایک تو یہ کہ میرے دوست کا والد ہے۔ دوسرا یہ کہ حالت کفر میں مرا ہے۔ کاش! وہ حالت اسلام میں فوت ہوتا تو ہمیں بہت خوشی ہوتی۔ بس یہ کہہ کر آپ واپس ہو جائیں نہ کچھ کھائیں نہ پئیں۔ صرف اتنی گنجائش ہے اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔

خان صاحب! پبلک کو خوشی اس وقت ہوگی کہ آپ بھرے مجمع میں آئیں۔ اجتماع رکھیں۔ اس میں علی الاعلان منبر پر کھڑے ہو کر کہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا اقرار کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت پر ہزار بار لعنت بھیجتا ہوں۔ تب ہے مزہ!

باقی رہے آپ کے سیاست میں مخالف؟ وہ کچھ کہیں۔ اسے سیاسی رنگ دیں۔ آپ ان کی طرف توجہ نہ دیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں اور اس کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو اس کام کی توفیق بخشی اور یہ کہ آپ کا یہ فیصلہ دنیا کے لئے ہے یا آخرت کے لئے؟ اللہ اسے بہتر جانتے ہیں۔ آپ کا یہ اسلام قبول کرنا صرف اور صرف اس کی رضا کے لئے ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق بخشیں۔ بھائی عزیز! ملک محمد جعفر خان اور غلام جیلانی برق والی کتابیں لے آؤ۔ (چنانچہ کتابیں لے آئے یہ دونوں کتابیں مجلس کی مطبوعہ کتب میں سے احتساب قادیانیت کی جلد نمبر بتیس (۳۲) میں ہیں)

مولانا اللہ وسایا...... فرمایا: یہ دو کتابیں ہیں۔ (۱)''حرف محرمانہ'' یہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب ہے۔ انہوں نے یہ کتاب قادیانیت کے رد میں لکھی ہے۔ خود اگرچہ ''انکار حدیث'' کی طرف مائل تھے۔ مگر قادیانیت پر خوب گرفت کی ہے۔ جو حق کا متلاشی ہو وہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرے۔ (۲) یہ دوسری کتاب ہے۔ اس کا نام ''احمدیہ تحریک'' ہے۔ اس کے مصنف ملک محمد جعفر خان ہیں۔ یہ شخص پہلے قادیانی تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق بخشی اور مسلمان ہوا۔ باقی اس کی پوری فیملی قادیانی تھی۔ انہیں قادیانیت سمجھانے کے لئے یہ کتاب لکھی۔ اس میں ایک خط بھی ہے۔ جس میں اپنے عزیزوں کو بالخصوص نوجوانوں کو قادیانیت ترک کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ مذہب اسلام جب کامل اور مکمل مذہب ہے پھر کون سی کمی رہ گئی تھی جس کی تلافی کے لئے مرزا قادیانی آیا اور آکر اس نے وہ کمی پوری کردی ہو؟ اگر بالفرض یہ نہ آتا تو امت کو کون سا نقصان پہنچتا؟ یا جب نہیں آیا تھا تو امت نے کون سی کمی محسوس کی؟ اس نکتۂ نظر سے اس نے یہ کتاب لکھی ہے۔ یہ دونوں کتابیں آپ کے لئے ہدیہ ہیں۔ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے یہ دونوں اہم ہیں۔ جناب ان کا مطالعہ فرمائیں اور کچھ فائدہ نہ دیں گی تو انشاء اللہ! اتمام حجت کا ضرور کام دیں گی۔

خان صاحب! اگر قادیانی دوست اتنا بھی سوچ لیں۔ بحث و مباحثے اور مناظرے وغیرہ سے ہٹ کر تھوڑا اپنے دل و دماغ سے سوچ لیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے آنے کے بعد ہمیں کیا ملا ہے؟ وہ کون سی کمی تھی جو مرزا قادیانی کے آنے کے بعد پوری ہوئی؟ تو مسلمان ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ!

احتساب قادیانیت جلد۴۰ کا مقدمہ!

مولانا اللہ وسایا!

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء۰ اما بعد!

قارئین کرام! لیجئے احتساب قادیانیت کی چالیسویں جلد پیش خدمت ہے۔

⊛...... اس جلد میں سب سے پہلا رسالہ بنام:

ا...... اہل میسور کے ساتھ ۳؍جون ۱۹۳۵ء کو فرقہ ضالہ ومضلہ قادیانیہ کا مباہلہ: اہل اسلام میسور کے نمائندہ مولانا محمد عبدالسلام سلیم ہزارویؒ مدرس ٹریننگ کالج میسور اور قادیانی جماعت کے نمائندہ حبیب اللہ خان کے درمیان ۲۷؍اپریل ۱۹۳۵ء کو تحریری معاہدہ ہوا کہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان ۳؍جون کو مباہلہ ہوگا۔ وہ معاہدہ کی تحریرات اور قادیانی عقائد پر مشتمل ایک تحریر اس پمفلٹ کے ذریعہ چھپوا کر تقسیم کی گئی۔ (یاد رہے کہ اس پمفلٹ میں قادیانی کتب کے حوالہ جات میں مفہوم کو سامنے رکھا گیا ہے۔ عبارات کے نقل کی پابندی نہیں کی گئی) یہ مباہلہ ہوا یا نہیں؟ فقیر نے کہیں نہیں پڑھا۔ فقیر نے اس مباہلہ کی تفصیلات کے لئے قادیانیوں کی تاریخ احمدیت کو بھی دیکھا تو اس مباہلہ کے متعلق کوئی چیز نہ ملی۔ بظاہر یہی لگتا ہے کہ مباہلہ سے پہلے مرزامحمود کے پاس قادیان میں تیجی تج کر کے آیا۔ مرزامحمود نے قادیانی جماعت کو مباہلہ سے روک دیا ہوگا۔ بہرحال یہ غالب گمان ہے۔ ورنہ قادیانی مؤرخ دوست محمد اسے ضرور مبالغہ وکذب آفرینی سے مرچ مصالحہ لگا کر پیش کرتا۔ اس کا خاموش رہنا قادیانی فرار کی غمازی کرتا ہے۔ والعلم عند اللہ! اس زمانہ کی کہیں کسی کے پاس معلومات ہوں تو بھجوانے پر صحیح رائے قائم کرنی ممکن ہوگی۔

⊛...... حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سونگرہ ڈاکخانہ کودضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بہار کے رہنے والے تھے۔ پھرتیلا جسم، قد مائل بہ درازی، رنگ پکا، غضب کا حافظہ، صاحب علم وفضل، زیرک ومعاملہ کی گہرائیوں میں اترنے والا دماغ رکھتے تھے۔ آپ کو اڑیسہ کا ''امیر شریعت'' مقرر کیا گیا۔ جمعیت علماء ہند اڑیسہ، کٹک کے آپ امیر تھے اور اس کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن رکین بھی۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد تھے اور قافلہ اہل حق کے نیر تاباں ہونے کا آپ کو اعزاز حاصل تھا۔ ۱۹۸۴ء میں پاکستان میں قادیانیت کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ تب قادیانی لاٹ پادری ملعون مرزاطاہر، پاکستان سے مجرمانہ فرار اختیار کر کے برطانیہ کو سدھارا۔ اس کے مقابلہ میں برطانیہ میں ۱۹۸۵ء میں پہلی سالانہ ختم نبوت کانفرنس ویمبلے ہال لندن میں منعقد کی گئی۔ تب سے اب تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر سال برطانیہ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کرتی ہے۔

۱۹۸۶ء یا ۱۹۸۷ء میں ویمبلے ہال لندن میں ختم نبوت کانفرنس تھی۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا علامہ خالد محمود، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا منظور احمد الحسینیؒ ایسے مناظرین ختم نبوت، سٹیج پر براجمان تھے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کا سایہ شفقت سب کے سروں پر سحاب رحمت تھا۔ فقیر راقم کا بیان ہوا۔ بیان کے

بعد سٹیج سے واپس مڑا تو ایک بزرگ نے آ کر فقیر کی پیشانی کو شفقت سے چوما۔ سینہ سے لگایا اور گلوگیر لہجہ میں فرمایا کہ آپ کے بیان سننے سے خوشی ہوئی کہ ہم دنیا سے لاوارث نہیں جارہے۔ ان کی اس بزرگانہ و مشفقانہ گفتگو سے فقیر تو دیدۂ دل راہ ہوا۔ وہ اپنی نشست پر تشریف لے گئے۔ فقیر نے اپنی نشست سنبھال لی۔ دن بھر کانفرنس کامیاب طریقہ پر جاری رہ کر شام کو بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ اس دوران ان بزرگوں کا بھی اعلان و بیان ہوا۔ تب معلوم ہوا کہ یہ حضرت مولانا محمد اسماعیل کٹکیؒ ہیں۔ انڈیا سے تشریف لائے ہیں۔ بیان سے یقین حاصل ہوا کہ ان کی قادیانی کتب پر بڑی مضبوط گرفت ہے اور رد قادیانیت کے فن کے شناور اور عقیدہ ختم نبوت کے علمبردار لگتے ہیں۔ کانفرنس سے اگلے روز ساک ویل گرین لندن میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ (یاد نہیں کہ کون کون سے حضرات کے ساتھ) تشریف فرما تھے کہ مولانا محمد اسماعیل صاحب کٹکی تشریف لائے۔ سب نے اٹھ کر جھکے دل سے استقبال کیا۔ انہوں نے وارد ہوتے ہی حضرت لدھیانویؒ سے فرمایا کہ حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے میری تشکیل چار پانچ روز کے لئے آپ کے ساتھ کی ہے۔ دفتر میں قیام ہوگا۔ آپ میرے فن کے ساتھی ہیں۔ آپ سے مشاورت ہوگی۔

فقیر راقم چائے لانے کے لئے اٹھا تو فرمایا اجی مولانا! کہاں جارہے ہیں۔ ہم نے اپنی گفتگو اور شناسائی کا آغاز تو آپ سے کرنا ہے۔ فقیر دوزانو ہو کر سامنے بیٹھ گیا تو پہلا سوال کیا کہ آپ کا نام؟ فقیر نے عرض کیا: اللہ وسایا۔ تو فرمایا، اچھا اچھا خوب رہا۔ اچھا تو، آپ نے رد قادیانیت کن سے پڑھی؟ فقیر نے عرض کیا کہ مولانا لال حسین اخترؒ اور...... فقیر کے ''اور'' کہنے سے قبل ہی فرمایا:

''اوہو! میں بھی کہوں کہ کیوں دل آپ کی طرف کھنچے جارہا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ آپ تو میرے شاگرد ہیں۔'' فقیر نے تعجب سے سر اٹھایا تو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سمیت سبھی حضرات کو متعجب پایا۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم میں سے کوئی کچھ کہے مولانا سید محمد اسماعیل کٹکیؒ نے فرمایا کہ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کا میں ساتھی۔ مولانا کے ساتھ مل کر کئی بار قادیانیوں سے ہاتھ دو چار کئے۔ کانفرنسوں اور تبلیغی پروگراموں میں تو بارہا ہفتوں ہفتوں ساتھ رہا۔ وہ بہت بڑے مناظر تھے۔ ان کے نام سے ہی قادیانیوں کی متا مرجاتی تھی۔ وہ میرے ساتھی، نہ بلکہ میں ان کا ساتھی۔ آپ (فقیر) ان کے شاگرد ہوئے تو میرے بھی شاگرد ہوئے۔ لایئے ہاتھ کیسے کہی؟ اس پر تمام مجلس کشت زعفران بن گئی۔ حضرت مولانا سید محمد اسماعیل کٹکیؒ، شیر اڑیسہ، امیر شریعت اڑیسہ، مناظر اسلام ہم میں رہے اور خوب سے خوب تر فقیر نے آپ کی صحبتوں سے فائدہ اٹھایا۔ وہ ایک نامور مناظر تھے۔ تب آپ نے:

۲/۱...... قادیانی اسلام: اور

۳/۲...... یادگار یادگیر: یہ دو رسائل مرحمت فرمائے تھے۔

''یادگار یادگیر'' یہ وہ تاریخی مناظرہ کی رپورٹ ہے جو نومبر ۱۹۶۳ء میں بمقام ''یادگیر'' صوبہ میسور میں آپ کا قادیانیوں سے ہوا۔ آپ اس کی رپورٹ پڑھیں۔ قادیانی مناظر صفحات پہ صفحات مرزا قادیانی کی کتب کے اقتباسات سے بھر کر وقت گزارتا ہے۔ جب کہ مولانا سید محمد اسماعیلؒ مناظر اسلام، ٹو دی پوائنٹ گفتگو کرتے اور چٹکلوں میں قادیانی استدلال کو ھباءً منثورا کرتے ہیں۔ آپ کی مناظرانہ گھن گرج سے آج بھی مناظرہ کی رپورٹ

پڑھتے۔جسم میں جھرجھری کی کیفیت برپا ہو جاتی ہے۔

۴/۳...... ’’ذرا غور کریں‘‘ یہ بھی آپ کا مختصر رسالہ ہے۔یہ تین رسائل اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔آپ کے رد قادیانیت پر اور بھی کتب ورسائل ہوں گے۔مگر افسوس کہ ان تک رسائی نہ ہو پائی۔وہ اب فوت ہو گئے ہیں۔ان کی تاریخ وفات تو معلوم نہیں۔البتہ ان کی حسین شخصیت کی دل افروز یادوں کا خزانہ اب بھی دماغ میں تعطر کا باعث ہے۔حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔

۞...... مولانا غلام سبحانی صاحب خطیب جامع مسجد موڑبھہ کلاں تحصیل وضلع مانسہرہ نے ایک کتاب لکھی۔جس کا نام:

۱/۵...... حجۃ قطعیہ علیٰ رد مرزائیہ: (مرزا کی کہانی،مرزا کی زبانی) اسے ہم احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کر رہے ہیں۔یہ کتاب ۱۹۸۴ء کے لگ بھگ کی تحریر کردہ ہے۔مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کی کتاب ’’ترک مرزائیت‘‘ سے زیادہ تر اس کتاب کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہے۔آخر میں تو بہت سارا حصہ مکمل مذکورہ کتاب سے لے کر اس کتاب کا جزو بنا دیا گیا ہے۔لیکن اس کے باوجود مصنف کے ذوق کے احترام میں فقیر نے مکمل اس کو احتساب کا حصہ بنانے کا فیصلہ کیا۔اسی میں خیر ہوگی۔

۞...... جماعت اسلامی حویلیاں ایبٹ آباد کے جناب حکیم محمد اسحق صاحب نے جناب مودودی صاحب کی تفہیم القرآن اور قادیانی مسئلہ سے استفادہ کر کے ۲۰؍جنوری ۱۹۷۴ء کو جب تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا ماحول بن رہا تھا۔ایک کتابچہ مرتب کیا جس کا نام ہے:

۱/۶...... نئی نبوت اپنے لٹریچر کے آئینے میں: یہ کتابچہ بھی اس جلد میں شامل ہے۔

۞...... کراچی حضرت مولانا ہلال احمد دہلوی ایک جگہ ہر اتوار کو درس قرآن دیتے تھے۔اس میں منصوبہ کے تحت ایک قادیانی بھی آنے لگا۔وہ درس میں شریک مسلمانوں سے تعلقات بنا کر ان کو قادیانیت کے دام تزویر میں پھانسنے لگا۔جہنم اور عذاب جہنم ابدی نہیں۔یہ قادیانی علم کلام کا وہ اہم مسئلہ ہے جو دیگر قادیانی متنازعہ مسائل کی طرح اجماع کی راہ سے ہٹا ہوا ہے۔نتیجہ یہ ہوا کہ اس مسئلہ پر مولانا ہلال احمد دہلوی نے دلائل دیئے۔وہ اس قادیانی نے چناب نگر(ربوہ) بھیجے۔قادیانی معلم الملکوت نے ان کو توڑنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ہانپتے کانپتے جواب بھجوایا۔مولانا ہلال احمد دہلوی نے اس کا جواب الجواب تحریر کیا،اس کے جواب کی قادیانیوں کو جرأت نہ ہوئی۔ان کا بولو رام ہو گیا۔مولانا دہلوی نے یہ تمام خط وکتابت شائع کردی۔

۱/۷...... ’’تحریف مرزائیت،ربوہ سے ایک تحریری علمی مناظرہ‘‘: یہ کتاب اسی تحریری مواد کے مجموعہ کا نام ہے۔دیانتداری کی بات ہے کہ آج کل حیات مسیح،ختم نبوت،کذب مرزا پر تو قادیانیوں سے بحث ہوتی ہے۔یہ مسئلہ کہ عذاب جہنم ابدی نہیں۔اس پر عموماً قادیانیوں سے بحث نہیں ہوتی۔اس عنوان پر مولانا ہلال احمد دہلوی کا رسالہ بہت ہی وقیع وقابل قدر معلومات کا خزانہ ہے۔اس جلد میں اسے بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔اسے انشاء اللہ العزیز ماہنامہ لولاک میں قسط وار شائع کریں گے۔

۱/۸...... قادیانی عزائم اور پاکستانی مسلمان: یہ جناب محمد نواز صاحب ایم۔اے کی مرتب کردہ ہے۔۱۹۷۴ء

میں چٹان پریس سے شائع ہوئی۔ شائع کنندہ اتحاد العلماء کا مرکزی دفتر لاہور تھا۔ بہت ہی اہم معلومات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں اسے بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

۱/۹...... قادیانیت کی حقیقت: یہ مختصر چار صفحاتی رسالہ ہمارے مخدوم حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ کی یادگار ہے۔ مولانا حبیب اللہ صاحب، فاضل رشیدی، دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور حضرت مدنیؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحبؒ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے بانی تھے۔ مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل رشیدیؒ، جامعہ رشیدیہ کے ناظم تھے۔ اس لئے آپ کو ''ناظم صاحب'' بھی کہا جاتا تھا۔ آپ نے عقیدہ ختم نبوت کے محاذ پر وہ گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ جن پر آنے والی نسلیں فخر کریں گی۔ آپ کا یہ رسالہ اس جلد میں شائع کرنے پر بہت ہی خوشی ہوئی۔ یہ رسالہ مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے پرنٹ لائن سے آپ نے شائع کیا۔ اس پر سلسلہ اشاعت نمبر۲ درج ہے۔ اس کا معنی ہے کہ اس سے پہلے بھی ایک رسالہ شائع ہوا۔ اس کا کیا نام تھا۔ افسوس کہ اس رسالہ کے نہ ملنے کے باعث اس وقت محرومی کے احساس کے نیچے ٹھنڈے سانس لے رہا ہوں۔ مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ کا وصال ۷ر دسمبر ۱۹۸۵ء کو ہوا۔

۞...... مولانا محمد ولی الدین صاحب پہلے قادیانی تھے۔ قادیانی جماعت کے انسپکٹر مال اور مبلغ رہے۔ پھر اللہ رب العزت کی رحمت کو ان پر ترس آ گیا۔ وہ قادیانیت پر چار حرف بھیج کر مسلمان ہوگئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق بخشی کہ وہ قادیانیوں کے عقائد کو طشت ازبام کرنے کے لئے میدان میں اترے اور پھر جہاں بھی گئے مسلمانوں نے ان کو آنکھوں پر بٹھایا۔ پنجاب یونیورسٹی سے انہوں نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا ہوا تھا۔ آپ نے قادیانیوں کے خلاف ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا۔

۱/۱۰...... ختم نبوت اور قادیانی وسوسے: یہ حیدرآباد دکن بھارت سے ۱۹۸۶ء میں پہلی بار مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کی۔ اس جلد میں اس کتاب کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

۲/۱۱...... قادیانیوں کا کلمہ اور حکومت پاکستان کا آرڈیننس: یہ بھی مولانا ولی الدین کا رسالہ ہے۔ اس جلد میں شامل ہے۔

۱/۱۲...... الجواب الصحیح فی حیات المسیح علیہ السلام: کسی قادیانی نے ایک مسلمان کو سات سوال لکھ کر دیئے کہ علماء اسلام سے ان کا جواب لے کر دو۔ وہ سات سوال حضرت مولانا غلام رسول صاحب فیروزی کے پاس لائے گئے۔ آپ نے ان کا جامع اور مختصر جواب تحریر فرمایا۔ احتساب کی اس جلد میں اس رسالہ کو بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

۞...... قادیانی جماعت کے لاٹ پادری مرزامحمود نے ۱۲ر اکتوبر ۱۹۵۶ء کو ایک خطبہ دیا۔ جسے قادیانی کمپنی لمیٹڈ نے ''انعام الٰہی'' کے نام پر پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔ تب گڑھی شاہو لاہور کی جامع مسجد عیدگاہ میں حضرت مولانا مفتی عزیز احمد صاحب خطیب ہوتے تھے۔ آپ نے مرزامحمود ملعون قادیان کے پمفلٹ کے جواب میں یہ رسالہ تحریر کیا:

۱/۱۳...... اکرام الٰہی بجواب انعام الٰہی: جو احتساب کی اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔

⊛...... جناب مشرف بریلوی صاحب غالباً تقسیم کے بعد ہی، بلوچستان آ گئے۔ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۵۲ء کو آپ نے ایک رسالہ ترتیب دیا۔ جس کا نام:

۱/۱۴...... خاتم: ہے۔ اس رسالہ میں عقیدہ ختم نبوت کے مفہوم ومعنی کو مصنف نے اپنے طور پر سمجھایا ہے۔ اس جلد میں یہ بھی شامل اشاعت ہے۔

⊛...... پانی پت کے جناب مولانا خلیل الرحمن دیوبند کے فاضل تھے۔ جو تقسیم کے بعد جھنگ میں آ کر آباد ہوئے۔ آپ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے عہد امارت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ بھی رہے ہیں۔ آپ کے دو رسالے رد قادیانیت پر ہمیں میسر آئے۔

۱/۱۵...... مرزا غلام احمد قادیانی اور مسئلہ جہاد:

۲/۱۶...... اسلامی تعلیمات اور مرزا قادیانی: یہ دونوں رسائل بھی اس جلد میں شامل ہیں۔

غرض کہ احتساب قادیانیت کی جلد چالیس (۴۰) میں:

۱......	حضرت مولانا محمد عبدالسلام سلیم ہزارویؒ	کا	۱	رسالہ
۲......	امیر شریعت اڑیسہ مولانا سید محمد اسماعیل کٹکیؒ	کے	۳	رسائل
۳......	حضرت مولانا غلام سبحانی مانسہرویؒ	کا	۱	رسالہ
۴......	جناب حکیم محمد اسحقؒ	کا	۱	رسالہ
۵......	جناب مولانا ہلال احمد دہلویؒ	کا	۱	رسالہ
۶......	جناب محمد نواز ایم۔اے	کا	۱	رسالہ
۷......	حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی	کا	۱	رسالہ
۸......	جناب مولانا ولی الدینؒ	کے	۲	رسائل
۹......	جناب مولانا غلام رسول فیروزیؒ	کا	۱	رسالہ
۱۰......	جناب مولانا مفتی عزیز احمد لاہوریؒ	کا	۱	رسالہ
۱۱......	جناب مشرف بریلویؒ	کا	۱	رسالہ
۱۲......	جناب مولانا خلیل الرحمنؒ پانی پتی	کے	۲	رسائل
	بارہ مصنفین کے	ٹوٹل	۱۶	رسائل

اس جلد میں پیش خدمت ہیں۔

اللہ رب العزت اس محنت کو منظور ومقبول فرمائیں۔ امین بحرمة النبی الکریم!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۱۸ر محرم الحرام ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۱۴ر دسمبر ۲۰۱۱ء

منصور اعجاز ...... پاکستان دشمن شخصیت!

محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ!

یوں تو ہر قادیانی اپنی خباثت کے اعتبار سے پورے باون گز کا ہوتا ہے۔ لیکن قادیانی نواز سوا باون گز کا ہوتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسلام اور پاکستان کو اتنا نقصان شائد قادیانیوں نے نہیں پہنچایا جتنا کلیدی عہدوں پر براجمان قادیانی نواز ٹولے نے پہنچایا ہے۔ بدنام زمانہ جسٹس منیر سے لے کر حسین حقانی تک سب قادیانی عیش و طرب کے اسیر رہے اور اس کے عوض ان کے مفادات کا بھرپور تحفظ کرتے رہے۔ حال ہی میں میموسکینڈل کیس نے پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کر دیا ہے۔

اس صورتحال کا ذمہ دار منصور اعجاز ہے جو قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ ۱۹۶۱ء میں امریکی ریاست فلوریڈا میں پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام ڈاکٹر مجدد احمد اعجاز تھا۔ جس کا تعلق قادیانی جماعت سے تھا۔ وہ مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا کزن تھا۔ اس کا دادا اسماعیل اعجاز اور نانا نذیر حسین قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی کے ابتدائی ۳۱۳ ساتھیوں میں شامل تھے۔ منصور اعجاز کا والد ایٹمی سائنسدان کی حیثیت سے پاکستان کے جوہری توانائی کمیشن میں خدمات سرانجام دے رہا تھا۔ لیکن ۱۹۷۴ء میں جب قادیانیوں کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو وہ امریکہ فرار ہو گیا۔

بعض اطلاعات کے مطابق وہ ایٹمی پروگرام کی اہم دستاویزات بھی اپنے ساتھ ہی لے گیا اور وہاں سیاسی پناہ حاصل کر لی۔ چونکہ مجدد اعجاز پاکستان کے ایٹمی پروگرام میں رہا اور اس کی ایٹمی سائنسدانوں سے دوستیاں تھیں۔ لہٰذا اس نے کلنٹن انتظامیہ کو یہ پیشکش بھی کی کہ وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرانے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ منصور اعجاز کا والد امریکہ کی مشہور ورجینیا ٹیک یونیورسٹی کا پروفیسر تھا جس نے امریکہ کے ایٹمی ہتھیاروں کے ڈیزائن کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ ۱۹۹۲ء میں کثرت شراب نوشی کی وجہ سے پھیپھڑوں اور دماغ کے کینسر سے ۵۵ سال کی عمر میں اس کا انتقال ہو گیا تھا۔

منصور اعجاز کی والدہ شہزادی لبنیٰ اعجاز بھی فزکس میں پی ایچ ڈی اور پروفیسر تھی۔ نیویارک میں مقیم منصور اعجاز ایک ارب پتی امریکی بزنس مین ہے۔ اس نے تین شادیاں کیں۔ آج کل وہ اپنی اسرائیلی نژاد بیوی کے ساتھ مناکو میں رہائش پذیر ہے۔ منصور اعجاز پچھلی دو دہائیوں سے امریکی سی آئی اے کے لیے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ سی آئی اے کا سابق ڈائریکٹر جیمز وولسی اس کا انتہائی قریبی رفیق کار ہے۔

منصور اعجاز بہت سالوں سے دنیا کے اہم چینلوں مثلاً سی این این، فاکس اور بی بی سی کے علاوہ کئی دوسرے یورپین ممالک کے پروگراموں میں تجزیہ نگار کی حیثیت سے شریک ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے کالم

اور مضامین باقاعدگی سے فنانشل ٹائمز، وال سٹریٹ جرنل، کرسچین سائنس مانیٹر، نیوز ویک اور انٹرنیشنل ہیرلڈ ٹریبیون وغیرہ میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ وہ ٹائمز آف انڈیا میں بھی کئی سال سے لکھ رہا ہے۔ اپنے ٹی وی تبصروں اور اخباری مضامین میں اس کا خاص نشانہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام اور آئی ایس آئی ہے جن کے خلاف وہ پچھلے پندرہ سال سے لکھ رہا ہے۔ منصور اعجاز کے مبینہ طور پر یہودی میڈیا سے انتہائی قریبی تعلقات ہیں اور فاکس نیوز پر اس کے ایک سو سے زائد پروگرام نشر ہو چکے ہیں۔ سابق امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے عراق پر حملے کے لیے تباہ کن ہتھیاروں کا جواز ڈھونڈا تو منصور اعجاز اس پراپیگنڈے میں پیش پیش تھا۔

فروری ۲۰۰۷ء میں بھارتی صحافی رام نندہ سین گپتا کو انٹرویو دیتے ہوئے منصور اعجاز نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ اسی صورت میں حل ہوسکتا ہے۔ اگر پاکستان کا ایٹمی پروگرام ختم اور آئی ایس آئی پر کڑی نظر رکھی جائے۔ ۷؍جنوری ۲۰۰۴ء کو منصور اعجاز نے واشنگٹن پوسٹ میں اپنے مضمون میں لکھا کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام اس کینسر کی طرح ہے جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ منصور اعجاز نے ۱۰؍اکتوبر ۲۰۱۱ء کو فنانشل ٹائمز میں ایک آرٹیکل لکھا۔ جس میں آئی ایس آئی کے خلاف خوب ہرزہ سرائی کی گئی۔ منصور اعجاز کا کہنا تھا کہ اس نے یہ آرٹیکل پاکستانی میڈیا کے ایڈمرل مائیک مولن کے خلاف سٹینڈ لینے پر ایک محب وطن امریکی شہری کے طور پر لکھا جو اپنی فوج کے سربراہ کی پاکستانی میڈیا کے ہاتھوں بے عزتی برداشت نہ کرسکا۔

اگلے مہینے نومبر میں منصور اعجاز نے میڈیا میں ایک میمو جاری کیا جو بقول اس کے اسے واشنگٹن میں پاکستانی سفیر حسین حقانی نے لکھوایا تھا۔ اس میموگیٹ سکینڈل نے پاکستانی سیاست میں بھونچال پیدا کردیا اور اس کے نتیجہ میں ساڑھے تین سال سے واشنگٹن میں پاکستانی سفیر کے عہدے پر فائز حسین حقانی کو اسلام آباد واپس آ کر استعفیٰ دینا پڑا۔ منصور اعجاز سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو کے بھی بہت قریب سمجھا جاتا تھا۔ ۱۹۹۵ء میں اس نے وزیراعظم بے نظیر بھٹو کو خط لکھ کر اطلاع دی کہ جنرل علی قلی خان، یوسف ہارون کے ساتھ مل کر ان کی حکومت گرانے کی سازش کررہے ہیں۔ معتبر ذرائع کے مطابق اکتوبر ۱۹۹۵ء میں منصور اعجاز نے وزیراعظم بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی اور امریکی سینیٹ میں براؤن ترمیم کی منظوری کے لیے ایک کروڑ ۵۵ لاکھ ڈالر کی خطیر رقم لابنگ کی لیے مانگی اور مطالبہ کیا کہ یہ رقم اس کی ملکیت ڈیفنس ڈویلپمنٹ انٹرنیشنل نامی لابنگ فرم کو بطور فیس ادا کردی جائے۔

بے نظیر بھٹو نے اتنی خطیر رقم دینے سے انکار کردیا۔ جس پر منصور اعجاز نے بے نظیر بھٹو سے کہا کہ اگر حکومت کے پاس اتنی رقم نہیں ہے تو حکومت پاکستان براؤن ترمیم کی منظوری کے لیے امریکی سینیٹروں کو راضی کرنے کے لیے ان کے تین مطالبات منظور کرلے:

۱......اسرائیل کو تسلیم کیا جائے۔ ۲......۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیئے جانے والی ترمیم ختم کی جائے۔ ۳......قانون توہین رسالت ختم کیا جائے۔

بے نظیر بھٹو نے ان مطالبات پر مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے ملاقات ختم کردی۔ واشنگٹن کے پاکستانی سفارت خانے کے مطابق منصور اعجاز نے ایف سولہ طیاروں کے لیے کانگریس میں لابنگ کے لیے پندرہ ملین ڈالر

مانگے اور یہ پیشکش بھی بے نظیر بھٹو کی کہ اگر مذکورہ بالا مطالبات تسلیم کر لیے جائیں تو پاکستان کو ایف سولہ طیارے بطور تحفہ مل سکتے ہیں۔

صدر پرویز مشرف کے دور میں منصور اعجاز کو مشیر سرمایہ کاری بنانے کی کوشش ہوئی۔ تاہم حساس ادارے آڑے آگئے اور وہ حکومتی مشیر نہ بن سکا۔ ذرائع کے مطابق مشرف دور میں ہی منصور اعجاز کی والدہ لبنیٰ اعجاز کو مشیر سائنس و ٹیکنالوجی مقرر کرنے کی تجویز کافی آگے بڑھ گئی۔ لیکن ایک مرتبہ پھر پاکستان کے حساس ادارے رکاوٹ بن گئے۔ اگر لبنیٰ اعجاز مشرف دور میں مشیر بن جاتی تو NIST اور CIT جیسے ادارے بھی اس کی تحویل میں دیے جانے کی تجویز تھی۔ جس سے ان اداروں میں اخلاقی بے راہ روی پھیل جانے کا شدید خدشہ تھا۔ کہتے ہیں اس حمام میں سب ننگے ہیں۔ انٹرنیٹ پر mansoor ijaz junior jack stupidisco کے نام سے ایک ویڈیو موجود ہے جس میں ۲۰۰۴ء میں نیویارک امریکہ میں ایک ریسلنگ مقابلہ میں دو ننگی عورتوں کو کشتی کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ منصور اعجاز بڑے جذباتی انداز میں اس مقابلہ کی براہ راست کمنٹری کر رہا ہے۔ گذشتہ دنوں تمام ٹی وی چینلو نے بھی اس ویڈیو کو بریکنگ نیوز کے طور پر نشر کیا۔ ہمارے وہ دوست جو قادیانی اخلاق اور شرافت کے سحر میں مبتلا ہیں۔ یہ ویڈیو ان کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔

یہ بات ایک تلخ حقیقت ہے کہ امریکہ میں پاکستانی سفیر کی تعیناتی اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اپنے ملحد، اسلامی تعلیمات سے متنفر ہونے کا برملا اعلان اور مخلوط پروگراموں میں ناؤ نوش نہ کرے۔ محمد علی بوگرہ، عزیز احمد، ملیحہ لودھی، بیگم عابدہ حسین، حسین حقانی اور شیری رحمان اس کی بین دلیل ہیں۔ بیگم عابدہ حسین نے اپریل ۱۹۹۳ء میں توہین رسالت کے مرتکب ڈاکٹر اختر حمید خان کے خلاف عدالتی کارروائی ختم کرنے کے لیے حکومت پاکستان پر بھرپور دباؤ ڈالا اور کہا کہ اسے ملزم اختر حمید کے خلاف مقدمہ درج کیے جانے پر سخت ذہنی اذیت پہنچی ہے۔ یاد رہے یہ وہی اختر حمید خان تھے جنہوں نے اپنی متنازعہ کتاب ''شیر اور احمق'' میں حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں بدترین توہین کی تھی۔

جہاں تک شیری رحمان کا تعلق ہے۔ یہ وہی بدنام زمانہ خاتون ہے جس نے ۲۰۱۰ء میں اسلام دشمن طاقتوں کے ایما پر قانون توہین رسالت کو ختم کرنے کے لیے قومی اسمبلی میں بل پیش کیا تھا۔ جہاں تک حسین حقانی کا تعلق ہے۔ ان کے دوست انہیں لڈو کا سانپ کہتے ہیں۔ ان سے دشمنی خطرناک اور دوستی اس سے زیادہ بھیانک۔ انہوں نے شروع میں بنیاد پرستی کا لبادہ اوڑھا۔ پھر دنیاوی مفادات اور حرص و ہوس کے ذہنی بخار میں اس قدر مبتلا ہوئے کہ اب تک نہ سنبھل سکے۔

حسین حقانی کی کتاب ''Pakistan Between Mosque and Military'' اردو میں یہ کتاب ''فوج اور ملاؤں کے درمیان'' کے نام سے چھپی جس کا ترجمہ شفیق الرحمن میاں نے کیا۔ اس کتاب پر ایک اسرائیلی آرگنائزیشن ''Smith Richardson Foundation'' نے حسین حقانی کو ایک لاکھ ڈالر انعام دیا۔

اس کتاب کے حوالے سے روزنامہ جنگ لاہور نے حسین حقانی کی کتاب کے مندرجات ''میمو سے مماثل

ہیں'' کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ جس میں درج ہے کہ حسین حقانی نے منصور اعجاز کو مبینہ طور پر جو میمو ڈکٹیٹ کرایا۔ اس میں ان کی کتاب ''مسجد اور ملٹری کے درمیان پاکستان'' کا عکس جھلکتا ہے اور امریکہ میں سابق سفیر میمو گیٹ کے تنازعے میں پھنسنے کے باوجود اس کتاب کے مندرجات کو فخریہ انداز میں قبول کرتے ہیں۔ حسین حقانی پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر تنقید کرتے رہے ہیں۔ بلکہ انہوں نے قیام پاکستان کو بھی جلد بازی میں رونما ہونے والا ایک واقعہ قرار دیا ہے۔ جس کے مختلف پہلوؤں پر قوم کو غور کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔

مزید برآں حقانی اپنے ایک آرٹیکل میں قادیانیوں کو مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ قرار دیتے ہیں اور جب انہوں نے یہودیوں کی وکالت کی تو امریکہ میں تمام مسلمان برادری ان کے خلاف ہوگئی تھی اور اس سے حقانی کے مشن کے بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں ابہام پیدا ہوا تھا۔'' (روزنامہ جنگ لاہور ۶؍دسمبر ۲۰۱۱ء صفحہ نمبر۱)

قارئین کو یاد ہوگا کہ یہ وہی حسین حقانی ہیں کہ جب نومبر ۲۰۱۰ء میں ایک گستاخ رسول عیسائی خاتون آسیہ کو سیشن جج ننکانہ صاحب نے جرم ثابت ہونے پر سزائے موت سنائی تو قانون توہین رسالت ختم کرنے کے لیے مغربی ممالک نے حکومت پاکستان پر زبردست دباؤ ڈالا۔ عیسائی پوپ بینڈکٹ نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ قانون توہین رسالت کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ پوپ کے بیان کے بعد حسین حقانی نے صدر پاکستان آصف علی زرداری کو قانون توہین رسالت ختم کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ان کے اس اقدام سے امریکہ پاکستان کے تمام قرضے معاف کردے گا۔

آصف علی زرداری ایسا گھاگ سیاستدان سمجھتا تھا کہ اس قانون کو ختم کرنے کے کیا بھیانک نتائج برآمد ہوسکتے ہیں؟۔ تاہم انہوں نے سابق وزیر قانون بابر اعوان سے مشاورت کے بعد اس تجویز کو مسترد کردیا۔ حسین حقانی کرائے کے صحافی کے طور پر بھی مشہور ہیں۔ انہوں نے تہمینہ درانی سے بھاری معاوضے کے عوض اس کے خاوند مصطفیٰ کھر کے خلاف معروف کتاب ''مینڈ اسائیں'' لکھی۔ جس میں مصطفیٰ کھر اور پیپلز پارٹی کے کئی رہنماؤں کی کردار کشی کی۔ آج کل انٹرنیٹ فیس بک پر حسین حقانی کی بیگم فرح ناز اصفہانی کی نیم عریاں تصاویر بڑی تعداد میں گردش کررہی ہیں۔ یاد رہے کہ فرح ناز اصفہانی ماضی میں غنویٰ بھٹو کی طرح کلب ڈانسر تھیں۔ جن کے قصے یورپی میڈیا میں شائع ہوچکے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی پاکستان کے خلاف سازشیں کرنے والے بہت سارے پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں۔

جامع مسجد بخاری چناب نگر میں جلسہ سیرت النبیؐ

۱۳؍ربیع الاول بروز پیر بعد از نماز مغرب تا عشاء جامع مسجد بخاری نزد اڈہ چناب نگر میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر ایک جلسہ مولانا غلام مصطفیٰ کی زیر نگرانی وسرپرستی منعقد ہوا جس میں مولانا صغیر احمد، مولانا محمد اعجاز، مولانا غلام رسول دین پوری اور مولانا غلام مصطفیٰ نے سیرت وولادت باسعادت کے حوالے سے شاندار تقاریر کیں اور ساتھ ساتھ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت جتلاتے ہوئے قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آخر میں رانا امان اللہ کی طرف سے شرکاء کے لئے لنگر کا انتظام تھا۔

سردار امام بخش قیصرانی کا قبول اسلام!

مولانا محمد علی صدیقی!

۲۹ رجنوری ۲۰۱۲ء کا دن مسلمانوں کے لیے ایک خوشی کا پیغام لے کر آیا جس نے قادیانیت کے بودے نام نہاد مذہب نے بہت بڑی دراڑ ڈال دی۔ جس سے قادیانیوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ بھکر سے والد بزرگوار (ڈاکٹر دین محمد فریدی) ضلعی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اطلاع دی کہ کوٹ قیصرانی ضلع تونسہ قیصرانی خاندان کے سردار امام بخش قیصرانی نے قادیانیت پر لعنت بھیج کر قبول اسلام کرلیا۔

اس سلسلہ میں راقم نے جناب عبدالعزیز لاشاری سے رابطہ کیا تو انہوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی کہ ہم کافی عرصہ سے امام بخش قیصرانی سے رابطہ میں تھے اور وقتاً فوقتاً قادیانیت کے بارے میں ان کو آگاہ کرتے رہتے تھے۔ بالآخر وہ دن آگیا کہ جب انہوں نے قبول اسلام کا اظہار کیا۔ ہم ان کو لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا عبدالمجید لدھیانوی کی خدمت میں ۲۹ رجنوری کو کہروڑ پکا گئے۔ اس موقع پر علاقہ تونسہ، شیر گڑھ کے علماء کی کثیر تعداد موجود تھی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اقبال ہمارے ہمراہ تھے۔ امیر مرکزیہ کے پاس مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی ظفر اقبال، مولانا حبیب الرحمن اور اساتذہ باب العلوم کہروڑ پکا موجود تھے۔

قارئین! یہ خبر ہم سب مسلمانوں کے لیے بہت ہی خوشی کی خبر ہے اور جیسے جیسے مسلمانوں کو سردار صاحب کے اسلام لانے کی اطلاع ہوتی گئی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی حضرات کو مبارکبادی فون آنا شروع ہوگئے۔ فقیر علاقہ سندھ کے ایک کونہ میں مجلس کی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ فقیر کو لاتعداد میسج اور فون موصول ہوئے تو سوچا کہ ذرا اپنے خیالات ان کے مسلمان ہونے پر لکھوں۔

سردار صاحب کا نام امام بخش قیصرانی، والد کا نام سیف الرحمن قیصرانی اور دادا کا نام میر مند قیصرانی ہے۔ تینوں اپنی الگ تاریخ رکھتے ہیں۔ سردار صاحب کے دادا میر مند قیصرانی قادیانی ہوگئے تھے۔ علاقہ میں ایک سردار ہونے کی حیثیت سے بااثر تھے۔ لیکن امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ورکران کی سرداری کو کسی خاطر نہ لاتے تھے۔ اس لیے کہ وہ قادیانی تھا۔ تاآنکہ میر مند قیصرانی ۱۹۸۶ء میں انتقال کرگیا اور اس کے بیٹے سیف الرحمن قیصرانی (جو ریلوے میں اعلیٰ عہدے پر بھی رہا) نے مسجد میں دفن کردیا جس کی خبر مجلس کے حضرات کو ہوئی۔ اس وقت ڈیرہ غازی خان ایک ضلع ہوتا تھا۔ اس کے مردہ کو مسجد سے نکالنے کی تحریک شروع کی۔ مجلس نے موقف اختیار کیا کہ میر مند قادیانی ہے۔ یہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جاسکتا۔ چہ جائیکہ مسجد میں۔ دو ماہ مسلسل تحریک چلی۔ پرامن مظاہرین پر حکومت نے بے پناہ تشدد بھی کیا۔ جس میں مولانا عبدالستار تونسوی سمیت بے شمار مظاہرین شدید زخمی ہوئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام مکاتب فکر کو اس تحریک میں اکٹھے رکھا۔ ڈیرہ غازیخان کے عظیم ورکر اور مجلس کے مبلغ جناب صوفی اللہ وسایا اس تحریک کے روح رواں تھے۔ اس تحریک میں تونسہ شریف کی خانقاہ کا اہم کردار رہا۔ تمام رکاوٹیں اور تشدد میر مند کی قبر کو نہ بچا سکے۔ بالآخر مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ قادیانیت ہمیشہ کی طرح رسوا ہوئی۔ اس قادیانی مردے کو مسجد سے پولیس نے نکال کر قادیانیوں کے سپرد کر دیا گیا۔

اسی طرح میر مند کی جگہ اس کا بیٹا سیف الرحمن قیصرانی سردار بھی تھا اور قادیانی بھی۔ ریلوے میں اعلیٰ عہدے پر تھا۔ قادیانی فوت ہوا۔ چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں دفن ہوا۔ ریلوے ملازم ہونے کی وجہ سے سیاست میں حصہ نہیں لے سکتا تھا۔ اس لیے اپنے بیٹے امام بخش قیصرانی کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور اس کو سیاست میں داخل کیا۔ لیکن داخل ہوتے ہیں فقیروں سے واسطہ پڑ گیا۔

سردار صاحب نے دو مرتبہ الیکشن میں حصہ لیا۔ پہلی مرتبہ سردار فاروق احمد خان لغاری کی ملت پارٹی کے ٹکٹ پر جو لغاری صاحب نے محترمہ بینظیر بھٹو سے اختلاف کے بعد بنائی تھی۔ لغاری صاحب کی وفات کے بعد ملت پارٹی بھی دفن ہوگئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیاسی جماعت نہیں ہے۔ صرف عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لیے کام کرتی ہے۔ ہاں جہاں کہیں قادیانی خود یا کسی سیاسی جماعت کا سہارا لے کر الیکشن میں آجائیں تو مجلس خم ٹھوک کر میدان میں ہوتی ہے اور یہ حقیقت واضح ہے کہ پاکستان بننے کے بعد سیالکوٹ اور سانگھڑ میں مسلم لیگ کی ٹکٹ قادیانیوں کو ملی تو پھر ختم نبوت کے ورکر میدان میں تھے۔ الحمدللہ کسی قادیانی کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ بالکل یہی معاملہ سردار صاحب کے ساتھ پیش آیا۔ ملت پارٹی نے ٹکٹ دیا۔ ہم میدان میں۔ پھر محترمہ بینظیر بھٹو کے سانحہ والے الیکشن میں قومی کا ٹکٹ خانقاہ تونسہ کے افراد کو ملا اور صوبائی ٹکٹ کوٹ قیصرانی و ٹبی قیصرانی کا امام بخش قیصرانی کو ملا۔ ہم نے مختلف ذرائع سے کوشش کی کہ پی پی جماعت یہ ٹکٹ واپس لے لے۔ لیکن محترمہ کا المیہ پیش آگیا۔ کچھ دن الیکشن ملتوی ہوا۔ اس کے بعد پی پی قیادت نے ٹکٹ سردار صاحب کو دیا تو ہم بھی اللہ کا نام لے کر میدان میں اترے۔

الحمدللہ! ہمارے احباب مولانا عبدالعزیز لاشاری نے مجلس کے نام سے پلیٹ فارم سجایا۔ مجلس کے کئی مبلغین اس حلقہ میں موجود رہے۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کے کئی پروگرام ہوئے۔ جس میں مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ جس کو مرضی ووٹ دیں۔ لیکن قادیانی کو ووٹ نہ دیں۔ پی پی کے ٹکٹ اور پی پی کی مظلومیت کے باوجود سردار صاحب الیکشن میں کامیاب نہ ہوسکے۔ اس کے بعد مولانا عبدالعزیز لاشاری کی ایک تڑپ رہی اور کئی دفعہ اس تڑپ کا راقم سے تذکرہ کیا۔ کیوں نہ سردار صاحب پر محنت کی جائے اور وہ مسلمان ہو جائیں۔ ان کی تڑپ رنگ لائی سردار صاحب کی سوچ قادیانیت کے متعلق تبدیل ہوئی اور بالآخر وہ دن آگیا سردار صاحب علماء کے جھرمٹ میں اسلام قبول کرنے، کوٹ قیصرانی ضلع تونسہ سے کبیروڑپکا مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت امیر مرکزیہ کے علم میں جیسے ہی یہ بات آئی۔ بہت ہی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ہماری کسی بھی قادیانی سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ ہم تو ان کی ہدایت کے لیے ہمیشہ دعا گو رہتے ہیں۔ تمام قادیانی آج

مرزا قادیانی کی نبوت کا ذبہ کا طوق اتار کر اعلان کریں کہ ہم آقا نامدار ﷺ کے خادم ہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ان کا بھرپور خیر مقدم کرے گی۔ بہر حال سردار امام بخش قیصرانی ایک بہت بڑے تجربہ سے گزرے۔ لیکن اب ہمیں جتنی ان کے اسلام کے قبول کی خوشی ہورہی ہے اس کا اظہار محافظ ختم نبوت سیدنا صدیق اکبرؓ کے ان جملوں سے کرتا ہوں جوانہوں نے حضرت سیدنا عباسؓ جو نبی کریم ﷺ کے چچا تھے اسلام لانے کے بعد نبی کریم ﷺ مبارکباد دیتے ہوئے عرض کیے کہ: آقا ﷺ آج مجھے جتنی خوشی آپ کے چچا کے اسلام لانے کی ہوئی مجھے اتنی خوشی اپنے والد ابوقحافہؓ کے اسلام لانے کی نہیں ہوئی۔ حالانکہ کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے والد نے بھی فتح مکہ کے دن قبول اسلام کیا تھا۔ ہم بھی آج اسی مسرت کو محسوس کر رہے ہیں۔

آخر میں قادنیوں کو ایک بار پھر کہوں گا ہمارا آپ سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں۔ ہم آپ کو دعوت فکر دیتے ہیں۔ آؤ مرزا قادیانی کو چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ اگر سمجھنا چاہو تو اس کے لیے ہم موجود ہیں۔ ہم آپ کو بتائیں گے کہ مرزا قادیانی اپنے دور کا بہت بڑا گستاخ رسول تھا اور وہ آپ سے بھی سرورِ دو عالم ﷺ کی گستاخی کا ارتکاب کروا رہا ہے۔ آپ کے پاس حوالہ جات نہیں۔ ہم آپ کو حوالہ جات نوٹ کروائیں گے کہ مرزا قادیانی نے کون کون سی جگہ اپنی کتب میں نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ کی توہین کی ہے۔ مرزا قایانی نے خود خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے خود نبی کریم ﷺ کے برابر بلکہ نعوذ باللہ افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اہل بیت اور صحابہ کرامؓ اور پوری امت مسلمہ کی کیا کیا گستاخیاں کی ہیں۔ اب یہ حوالہ جات ملنا مشکل نہیں۔ ہم آپ کو نشاندہی کروائیں گے۔ آپ قادیانی ویب سائیٹ پر روحانی خزائن سے چیک کریں۔ اگر ثابت ہو جائے اور بالکل ثابت ہوگا تو پھر جناب سردار امام بخش قیصرانی کی طرح نبی اکرم ﷺ کے سایہ رحمت میں آجایئے۔ ہم ہر وقت آپ کی خدمت کے لیے موجود اور آپ کے ایمان لانے کی دعا کرتے رہیں گے۔

قارئین! آپ حضرات سے التماس ہے کہ آیئے ہمارے ساتھ مل کر مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو آگے بڑھائیں اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کے حق دار بنیں، اور اس کے ساتھ سردار امام بخش قیصرانی کو ایک بار پھر بھرپور مبارکباد پیش کریں اور ان کے قبول اسلام پر ان کی استقامت کے لیے دعا گو رہیں۔

حیاتِ نو کیپسول
ضائع شدہ توانائی کو بحال کرنے کیلئے
New Gin-X ہربل
نظام عصبی کو تقویت دینے، قوت مدافعت کو بڑھانے
مردانہ قوت میں اضافہ کرنے، عام جسمانی و دماغی کمزوری
جسمانی دردوں کو دور کرنے میں مفید و مجرب ہے

السعید (رجسٹرڈ)
ہومیو اینڈ ہربل فارمیسی
دیپالپور، بازار ساہیوال
Mob:0321-6950003
E-mail:saeedherbal@gmail.com

معدہ کی اصلاح، نئے مجرب نظام ہضم درست کرنے کیلئے، فاسد مادوں کو خارج کرنے کیلئے
نیو گیسٹوسن
ساہیوال پھکی، جدید حب سلیمانی
طبیعت سے ثقل اور بوجھل پن دور کرنے کیلئے بدن میں فرحت و نشاط پیدا کرنے کیلئے
ڈیلرز: 0321-6418196 ... 0321-4130070-4538727 ... 0300-6968536
0301-8703827 ... 0307-5546369 ... 0313-5383497
0345-6195912 ... 0322-5188191 ... 0333-5203553 ... 0333-6597827
0321-6045069-6110802 ... 0333-9615996 ... 0300-5765567 ... 0346-9262961
0344-6262384 ... 0344-6262359 ... 0331-6492562
0333-7124782 ... 0321-4579389-3663193
054-3413447 ... 0305-6748911 ... 041-8728794 ... 0332-2809795

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

سالانہ ختم نبوت کانفرنس سرائے نورنگ ضلع لکی مروت

۱۷ جنوری ۲۰۱۲ء کو جامع مسجد مجیدی مسجد نورنگ میں سیرت خاتم المرسلین ﷺ کے عنوان سے ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد الیاس گھمن، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد عابد کمال، مولانا عبدالستار حیدری تھے۔ کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی جن میں درجنوں علماء کرام، خطباء، طلباء شامل تھے۔ اسی طرح ۱۲ فروری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد مجیدی سرائے نورنگ چھٹی سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا تھے۔ یہ کانفرنس تحصیل سرائے نورنگ کی تاریخ کی سب سے کامیاب کانفرنس تھی۔ کیونکہ اس کانفرنس میں پانچ قادیانیوں نے علماء کرام کے سامنے اسلام قبول کرلیا۔ کانفرنس سے چند دن پہلے علماء کرام، طلباء اور کارکنان ختم نبوت تحصیل نورنگ کے کئی ایک اجلاس ہوئے جس میں کانفرنس کی تیاری کا جائزہ لیا گیا۔ واضح رہے کہ سرائے نورنگ کے مضافات میں کوٹلہ شفیع آباد علاقے میں چند قادیانی خاندان بستے ہیں اور قبول اسلام کا یہ واقعہ پورے علاقے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا۔ اسلام لانے والے نومسلم بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ صاحبزادہ عامر ولد ابراہیم، صاحبزادہ روح الامین ولد ظہور احمد، صاحبزادہ مبشر احمد ولد محمد شفیع، صاحبزادہ نصیر احمد ولد عبدالقدوس۔ ۱۱ فروری کو جب یہ حضرات اسلام قبول کرگئے تو عاشقان ختم نبوت ضلع لکی مروت اور دیگر مسلمان بھائیوں کی خوشی کی انتہا نہ تھی اور ہر کوئی دوسرے بھائی کو اس عظیم واقعہ کی مبارکباد دیتا رہا اور ۱۲ فروری بروز اتوار کو نورنگ سٹی میں چھٹی سالانہ کانفرنس کے موقع پر پورے سرائے نورنگ میں عید کا سماں تھا۔ لوگ جوق در جوق آنا شروع ہوگئے اور آن ہی آن میں ہزاروں کا مجمع جمع ہوگیا جن میں سینکڑوں علماء کرام کے علاوہ طلباء، تاجر برادری، مہمانان گرامی، سول سوسائٹی اور عام مسلمان بھائیوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تلاوت جناب محمد مبشر نے فرمائی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد ابراہیم ادھمی نے سرانجام دیئے۔ جبکہ صدارت حاجی امیر صالح خان (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت) نے کی۔ خیبر پختون خواہ کے مشہور نعت خواں حضرات نے اپنے نعتیہ کلام سے شرکاء کانفرنس کو محظوظ کیا۔ اس نشست میں جمعیت علماء اسلام تحصیل نورنگ کے امیر مفتی ضیاء اللہ نے ختم نبوت کے لئے ہمارے اکابر علماء کرام کی خدمات اور قربانیوں کا تذکرہ کرکے مؤثر خطاب فرمایا۔ اسی طرح مولانا عابد کمال، مولانا عزیز الرحمن ثانی، سینیٹر حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ، مولانا خلیل الرحمن، مولانا عبدالغفار، مولانا سعد اللہ، مولانا غلام محمد، مولانا عبدالحمید اور دیگر علماء وخطباء کرام نے ختم نبوت کے مقدس عنوان پر خطاب کیا۔ اس پہلی نشست میں اسلام قبول کرنے والے ان چار نومسلم حضرات کے علاوہ صاحبزادہ ضیاء الحسن ولد ظہور احمد کانفرنس میں تشریف لائے اور حضرت مولانا اللہ وسایا مرکزی

رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر معزز علماء کے سامنے پھر کلمہ پڑھا اور اس طرح مجموعی طور پر نومسلم حضرات کی تعداد پانچ ہوگئی۔ ظہر کی نماز کے بعد کانفرنس کی دوسری نشست شروع ہوئی۔ تلاوت حضرت مولانا قاری سیف الرحمن نے فرمائی۔ جبکہ صدارت حاجی امیر صالح خان کے حصے میں آئی۔ نعتیہ کلام حاجی حمید اللہ، فقیر ملک شہزاد اور حافظ نیک دراز خان نے پیش کیا۔ اس نشست میں مفتی شہاب الدین پوپلزئی، حضرت مولانا اللہ وسایا، استاد الحدیث مولانا احمد سعید، مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی، مولانا سعد اللہ، مولانا عبدالستار حیدری اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ اس کانفرنس میں مولانا عبدالرحیم، مولانا بشیر احمد حقانی، مولانا اعزاز اللہ، مولانا عاطف اللہ، مفتی اختر علی شاہ، مولانا سفیر اللہ، مولانا محمد گل، مولانا شبیر احمد حقانی، سابق ناظم حیات اللہ خان وزیر اور دیگر علماء کرام اور سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے عام مسلمانوں نے شرکت کی۔ مجموعی طور پر کانفرنس انتہائی کامیاب رہی اور عصر تک شرکاء کا رش برقرار رہا۔ کانفرنس کے آخر میں مولانا ابراہیم ادھمی نے قرار دادیں پیش کیں جو درج ذیل ہیں:

۱...... عاشق رسول ﷺ ممتاز قادری کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔
۲...... چناب نگر کچی آبادیوں کے رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔
۳...... چناب نگر کا سب تحصیل کا بحال کیا جائے۔
۴...... تمام مسلمان بھائی قادیانی مصنوعات سے مکمل اجتناب کریں۔
۵...... قادیانیوں کے ٹی وی چینل مسلم ٹی وی اور مسلم ٹی وی ٹو پر پابندی لگائی جائے۔
۶...... قادیانیوں کو امتناع آرڈیننس قانون کا پابند بنایا جائے۔
۷...... ہم اسلام قبول کرنے والے اپنے نومسلم بھائیوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

کانفرنس کا اختتام شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف اللہ جان نقشبندی (مدرسہ تعلیم الاسلام نورنگ) کی دعا پر ہوا۔

سرگودھا میں ماہانہ پروگرام

سرگودھا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی کی زیر سرپرستی دفتر ختم نبوت لکڑ منڈی میں ختم نبوت کے نوجوانوں کا ماہانہ پروگرام ۶؍فروری بروز جمعۃ المبارک کو منعقد کیا گیا اور یونٹوں کے قافلے ٹھیک اڑھائی بجے دفتر پہنچے۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی اور سٹی صدر جناب عاصم اشتیاق نے تمام ساتھیوں کو خوش آمدید کہا۔ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے مختصر خطاب کیا۔ ان ورکروں سے سرگودھا کے ’’عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے امیر حضرت مولانا نور محمد ہزاروی نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگوں نے ’’فتنہ قادیانیت‘‘ کے خلاف مرتے دم تک کام کرنا ہے اور حضور ﷺ کی ذات کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور انہوں نے ورکروں سے ہاتھ اٹھا کر اس بات کا بھی عہد لیا کہ وہ ہمیشہ اسی طرح حضور ﷺ کی ذات کے لئے گلی کوچوں، چوک، بازار وغیرہ میں حضور ﷺ کی ختم نبوت کے سپاہی بن کر پھرتے رہیں گے۔ ان کے بعد سرگودھا کے قائد حافظ مولانا محمد اکرم طوفانی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے وہ ورکروں کا اتنا ہجوم

دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے اور رو پڑے۔ پھر انہوں نے ورکروں کو کہا کہ حضور ﷺ کی ذات کے کام کو کبھی بھی کسی صورت میں بھی ہلکا یا ختم ہونے نہ دینا۔ کوئی بھی وقت آ جائے، چاہے ظالم حکمران ہوں یا جو مرضی ہو کسی سے ڈرنا مت۔ حضور ﷺ کی ذات کے لئے جان بھی دینا پڑے تو دریغ نہ کرنا۔ کیونکہ اس مشن میں خون ہے شہیدوں کا۔ ہمارے اکابرین قربانیاں دیتے آئے ہیں۔ ہم نے اپنے تمام مسلمان بہن بھائیوں کو اس فتنے سے بچانا ہے اور اس مشن کے لئے ہمیں اپنی راتوں کی نیند اور جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑے تو کریں گے۔ انشاءاللہ! تمام ورکروں نے طوفانی صاحب کی باتوں سے اتفاق کرتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر اس مشن کے لئے جان دینے کا وعدہ کیا۔ اختتامی دعا مولانا محمد اکرم طوفانی نے کروائی۔

ختم نبوت کانفرنس کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ

۱۸ جنوری بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد مکہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز

[redacted]

قادیانیت کے کفر کا کوئی فیصلہ صادر نہیں کیا۔ الحمدللہ! عالمی مجلس نے اسمبلی کی کارروائی کسی نہ کسی طرح حاصل کر کے چھاپا۔ ساٹھ ہزار سے زیادہ تعداد میں کئی بار وہ کارروائی چھپی اور ملک وبیرون ملک تقسیم ہوئی۔ قادیانیت کے منہ پر طمانچہ ایسا لگا کہ سکوت کی مہر لگ گئی۔ پھر کچھ عرصہ رہ کر شور وغل شروع کر دیا کہ یہ کارروائی اسمبلی کی نہیں۔ بلکہ یہ مولویوں کی گھڑی ہوئی کہانی ہے۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ آج عرصہ دراز بعد فہمیدہ مرزا صاحبہ نے وہ کارروائی پوری کی پوری چھاپ دی ہے۔ انشاءاللہ! اب اچھے طریقے سے زناٹے دار طمانچہ قادیانیت کے سیاہ رو پر رسید ہو جائے گا اوران کا کفر مزید آشکار ہو جائے گا۔ آخر میں مولانا غلام مصطفیٰ نے قرارداد پیش فرمائی اور نماز جمعہ سے قبل ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا۔ جبکہ اسے کلمہ پڑھانے کے لئے حضرت مولانا اللہ وسایا نے مولانا دین پوری کو حکم فرمایا اور نام خود حضرت نے محمد عبداللہ تجویز فرمایا۔

مرکزی جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی میں جلسہ سیرت رحمۃ للعالمینؐ

۱۲ربیع الاول بروز اتوار جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ایک عظیم الشان سیرت رحمۃ للعالمین ﷺ کے موضوع پر بعد از نماز مغرب جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں سیرت اور ولادت باسعادت کے حوالے سے عمدہ تقاریر ہوئیں۔ صدارت وسرپرستی حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے فرمائی۔ حمد ونعت کے ساتھ ساتھ مولانا محمد امین، مولانا غلام رسول دین پوری ودیگر نے بیان کیا۔ آخری بیان اور اختتامی دعا حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے فرمائی۔ الحمدللہ! اختتام جلسہ تک شرکاء حضرات جم کر بیٹھے رہے۔ اختتام پر جناب محمد ظفر اقبال جٹ ودیگر احباب کی طرف سے کھانے کا انتظام بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کو بھی قبول فرمائیں۔

مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسحاق ساقی کا تبلیغی دورہ بہاولنگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں نے سالانہ ختم نبوت کانفرنس جامعہ حمادیہ مروٹ میں ۱۵ صفر بعد نماز عشاء خطاب کیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت، رد قادیانیت پر مدلل بیانات کئے۔ مبلغ بہاولنگر مولانا محمد قاسم رحمانی نے اکابرین ختم نبوت کی قربانیوں کو بیان کرتے ہوئے اکابرین کو خراج تحسین پیش کیا۔ ۱۶رصفر بعد نماز عشاء جامع مسجد گلزار فورٹ عباس میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں مولانا مفتی راشد مدنی نے ردعیسائیت پر مدلل خطاب کیا۔ مولانا محمد اسحاق ساقی نے عقیدہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مدلل بیان کیا۔ مولانا محمد قاسم رحمانی نے بیان کرتے ہوئے حکومت وقت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے۔ تمام قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے تو کسی بھی گستاخ رسول کو کسی بھی پیغمبر کی شان میں گستاخی کرنے کی ہمت نہ ہو۔ اگر حکومت ملک میں امن چاہتی ہے تو عیسائیت، یہودیت اور مرزائیت نواز افسروں کو فوراً برطرف کرے۔ ۱۷رصفر دن گیارہ بجے ڈاہرانوالہ کالج کے طلبہ کو خطاب کیا۔ مولانا مفتی راشد مدنی نے مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب تک روئے زمین پر ایک بھی قادیانی باقی ہے۔ اس کا تعاقب جاری رہے گا۔ مسلمان طلبہ سے عہد لیا کہ کسی بھی قادیانی سے دوستی نہیں رکھیں گے۔ عقیدہ ختم نبوت کے

تحفظ کے لئے ختم نبوت کے رضا کار بن کر رہیں گے۔ ۱۷ رصفر بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد جنڈ والہ میں مفصل، مدلل بیانات ہوئے۔ مرکزی رہنماؤں کا تین روزہ تبلیغی دورہ بہت کامیاب رہا۔

حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ بہاولنگر

۳ رربیع الاول کو حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مرکزی جامع مسجد اشرف العلوم بخشن خان میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا۔ مبلغ بہاولنگر مولانا محمد قاسم رحمانی نے چک نمبر ۸ سیٹھاوالہ میں جمعہ پڑھایا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد اقصیٰ جنڈ والہ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے قرآن، حدیث کی روشنی میں مدلل بیان کیا۔ صبح ۴ ربیع الاول کو مرکزی جامع مسجد میں درس قرآن دیا۔ مبلغ بہاولنگر نے بے والی مسجد میں درس دیا اور بہاولنگر کا سفر کیا۔ دن بارہ بجے مولانا محمد اسماعیل نے بارروم میں وکلاء سے خطاب کیا۔ آخر میں سوالات کی نشست ہوئی۔ ایک وکیل نے سوال کیا ''مرزائی مسلمانوں کے ساتھ کھاپی سکتے ہیں؟'' مولانا نے مدلل جواب دیا جس کی وجہ سے صدر بارروم نے اسی وقت اعلان کر دیا کہ مرزائیوں کے علیحدہ برتن ہوں گے۔ اس اعلان پر بارروم ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد مدینہ میں مولانا محمد اسماعیل نے بیان دیا۔ ۱۵ رربیع الاول کو جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر میں طلبہ سے خطاب کیا اور حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے حکم پر کہروڑ پکا تشریف لے گئے۔

مولانا محمد خالد عابد کا شاہین آباد کا تبلیغی دورہ

شبان ختم نبوت کے زیر اہتمام شاہین آباد چک نمبر ۱۲۷ جنوبی سرگودھا میں مورخہ ۱۲ رفروری ۲۰۱۲ء بروز اتوار بعد نماز عشاء یونٹ کا پہلا ماہانہ پروگرام ختم نبوت کے مقدس عنوان پر بمقام مرکزی جامع مسجد حنفیہ میں منعقد ہوا جس کی صدارت پیر طریقت حضرت مولانا حافظ محمد شفیق نے فرمائی۔ نقابت کے فرائض عمران احمد مجاہد نے سرانجام دیئے۔ پروگرام کا آغاز حافظ رحمت علی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ ان کے بعد عبدالوہاب نے حمد باری تعالیٰ پیش کی اور عمران احمد مجاہد نے نقابت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سرگودھا کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد خالد عابد کو دعوت خطاب دی۔ حضرت مولانا نے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عقیدہ ختم دین کی بنیاد اور اساس ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا انکار درحقیقت خدا کی وحدانیت کا انکار ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا کام دین ودنیا کی کامیابی ہے۔ مزید حضرت نے فرمایا کہ آپ کی ختم نبوت کے لئے کام کرنا آپ کی ذات مقدس کی حفاظت ہے اور جب آپ کی ذات کا تقدس محفوظ ہو تو تمام احکام اسلام بھی محفوظ ہوں گے۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مورخہ ۲۳ ردسمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عشاء بمقام جامع مسجد اللہ والی کوٹ ادو میں ایک عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ پروگرام کا آغاز قاری محمد اصغر امام مسجد اللہ والی کی تلاوت سے ہوا۔ محمد شہباز اور محمد فاروق نے اپنے نعتیہ کلام سے لوگوں کے دلوں کو گرمایا اور اس

کے علاوہ مولانا محمد ادریس، مولانا مفتی زین العابدین مدرس جامع مظاہر العلوم اور حضرت مولانا قاضی عبدالخالق مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تفصیلی بیانات ہوئے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد موسیٰ کلیم مدرس جامعہ مظاہر العلوم نے سرانجام دیئے۔ شہر کوٹ ادو اور گردونواح سے کثیر تعداد میں لوگوں نے کانفرنس میں شرکت کی۔ کانفرنس کی صدارت تحصیل کوٹ ادو کی مجلس کے سرپرست حضرت مولانا صوفی عبدالستار نے کی اور پروگرام کی منظوری اور انتظامیہ سے رابطہ کے فرائض جناب محمد ارشد صدیقی ایڈووکیٹ نے بڑے احسن انداز سے سرانجام دیئے۔ پہلا بیان مولانا محمد ادریس کا ہوا جس میں مولانا نے بڑے مدلل انداز میں عقیدہ ختم نبوت کو بیان فرمایا۔ مولانا محمد ادریس نے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہم سب مسلمانوں کا فرض ہے اور یہ عقیدہ ہمارے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ مولانا مفتی زین العابدین نے حضور ﷺ کی سیرت بیان کی اور فرمایا کہ ختم نبوت کا کام خود حضور ﷺ کی ذات کے تحفظ کا کام ہے۔ ہمیں ذات نبوت کا تحفظ بھی کرنا چاہئے اور کار نبوت کا تحفظ بھی کرنا چاہئے۔ آخری خطاب مولانا قاضی عبدالخالق کا ہوا جس میں آپ نے فرمایا کہ دنیا میں روئے زمین پر جتنی جانوں کی قربانیاں دی گئی ہیں وہ حضور ﷺ کی ذات وناموس ہے جس کی خاطر سب سے زیادہ قربانیاں دی گئی ہیں۔ اور فرمایا کہ ملک پاکستان کے اندر جتنی بے امنی، شروفساد ہورہا ہے اور مساجد و مدارس میں فائرنگ اور بمباری وغیرہ ہورہی ہے۔ ان سب کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ قادیانی ہمارے ملک پاکستان کو توڑنے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ آخر میں مولانا نے شیزان کمپنی اور قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کا وعدہ کرایا اور مولانا صوفی عبدالستار نے دعا فرمائی۔

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس وہاڑی

۵ رفروری ۲۰۱۲ء بعد نماز عشاء جامع مسجد باغ والی وہاڑی میں ایک عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تلاوت حافظ محمد ابوبکر بورے والا قاری عبدالماجد حاصل پوری نے فرمائی۔ نعتیہ کلام قاری صفدر عثمانی، حافظ ضیاء الرحمن اور حافظ محمد عمران جامعہ خالد بن ولید، قاری عبدالماجد، فیصل بلال حسان گوجرانوالہ نے پیش کیا۔ مقررین میں مولانا جمشید اقبال خطیب جامع مسجد باغ والی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی، مجلس کے مرکزی رہنماؤں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، خطیب لاثانی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی فیصل آبادی ان کے علاوہ مقامی علماء کرام نے خطاب فرمائے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ ۶ رفروری کو بعد نماز ظہر حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامعہ خالد بن ولید وہاڑی میں اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی پر دلائل کے ساتھ بیان فرمایا۔ ۶ رفروری بعد نماز مغرب جامعہ رحمانیہ جہانیاں مہتمم جناب حاجی نذیر احمد کی اہلیہ اور چوہدری افتخار نذیر ایم این اے، چوہدری محمد صدیق، چوہدری خلیل الرحمن، چوہدری فضل الرحمن کی والدہ کے انتقال پر تعزیت کے لئے ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تشریف لے گئے۔ ان حضرات نے تشریف آوری پر مجلس ختم نبوت کا شکریہ ادا کیا۔ ۶ رفروری بعد نماز عشاء جامع مسجد عزیز القاسی خانیوال میں سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس منعقد ہوئی جس میں تلاوت قاری محمد فاروق اور نعتیہ کلام حافظ حبیب الرحمن نے پیش کیا اور حضرت مولانا مفتی کریم بخش، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا محمد عباس اختر،

مولانا عطاء المنعم نعیم، پیر خواجہ محمد عبدالماجد صدیقی اور آخری اور تفصیلی بیان مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے فرمایا اور ۷؍اپریل کو ساہیوال میں ہونے والی بڑی کانفرنس کی دعوت دی۔ ۷؍فروری بعد نماز فجر حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خانقاہ مالکیہ میں آپ کی ختم نبوت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں درس دیا اور لوگوں کے ایمان کو جلا بخشی۔ ۷؍فروری بعد نماز عشاء تحفظ ختم نبوت وسیرت الوریٰ کانفرنس جامع مسجد ابوعبیدہ بن جراحؓ میاں چنوں میں منعقد ہوئی جس کی سرپرستی جمعیت علماء اسلام ضلع خانیوال کے امیر مولانا قاری محمد صفدر جاوید اور نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میاں چنوں کے رہنماء مولانا فیصل عمران اشرفی نے فرمائی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اور نعتیہ کلام غلام رسول ساجد نے پیش کیا۔ کانفرنس سے مولانا فیصل عمران اشرفی، مولانا قاری صفدر جاوید، عالمی مجلس کے مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالمنعم نعیم اور آخری بیان خواجہ محمد عبدالماجد صدیقی اور دیگر علماء کرام نے خطاب فرمائے۔ کانفرنس میں ختم نبوت کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا اور ساہیوال میں ہونے والی بڑی کانفرنس ۷؍اپریل میں شرکت کی دعوت بھی دی گئی۔

مبلغین ختم نبوت شیخوپورہ کے دورہ پر

مولانا عبدالنعیم کے ہمراہ مولانا ریاض احمد کا تو تعارفی دورہ ضلع شیخوپورہ کے اہم علاقوں میں ہوا۔ جن میں مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شیخوپورہ کے امیر اور نائب امیر سے تعارف ہوا۔ علاوہ ازیں تحصیل کی سطح پر جو امراء اور نائب امراء اور ناظم نشر واشاعت تھے۔ ان سے بھی تعارف کروایا گیا۔ جن میں فاروق آباد، خانقاہ ڈوگراں، مریدکے، ملیاں کلاں، کوٹ عبدالمالک، نوشہرہ ورکاں، فیروز وٹواں، شاہ کوٹ کے شہر شامل ہیں۔ ان علاقہ جات میں مولانا عبدالنعیم اور مولانا ریاض احمد کے دروس قرآن بھی ہوئے۔ جنہیں مقامی لوگوں نے بہت سراہا اور آئندہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ حسب سابق ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی بھی کروائی اور مزید یونٹس بنانے کی تجویز دی۔ اس کام کے لئے ہر شہر سے دوستوں کا پرخلوص جذبہ دیکھنے میں آیا۔

مناظرۂ طلبہ

مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں وقتاً فوقتاً ترجیحی تقریریں، مناظرے طلبہ کے مابین ہوا کرتے ہیں۔ چند روز قبل دو مرتبہ دو موضوعات پر طلبہ کا بہت ہی احسن انداز میں اساتذہ کرام کی نگرانی اور مولانا غلام مصطفیٰ کی زیر صدارت وسرپرستی میں مناظرہ ہوا۔ (۱) حیات عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے موضوع پر اس میں عیسیٰ علیہ السلام پر قرآن وحدیث اور اجماع امت کے ٹھوس دلائل درجہ خامسہ کے طالب علم حافظ محمد عاقب جاوید نے پیش کئے اور انعام حاصل کیا۔ جبکہ دوسرے فریق کے پاس دلائل ندارد۔ (۲) ’’حیات الانبیاء علیہ السلام مطلقاً‘‘ پر مناظرہ ہوا جس میں حیات انبیاء علیہم الاسلام پر درجہ ثالث کے طالب علم حافظ محمد یار نے قرآن وحدیث اور اجماع امت کے حوالہ جات سے مدلل گفتگو کی۔ اللہ مدرسہ ہذا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جملہ مساعی اور کوششوں کو مزید ترقی سے نوازے اور قادیانیوں کے لئے خصوصاً اور جملہ عالم اسلام کے لئے عموماً باعث ہدایت فرمائے۔ آمین!

مولانا شجاع آبادی کا دورہ ٹنڈو الہ یار

۲/جنوری ۲۰۱۲ء حیدرآباد کے پروگرام سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ مولانا قاضی احسان احمد، راقم کے ہمراہ ٹنڈو الہ یار تشریف لے گئے۔ حضرت شجاع آبادی مدظلہ نے بعد نماز مغرب جامع صدیق اکبر (بکیرا روڈ) میں طلبا سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام کو بے شمار صفات عطا کیں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام، امانت دار اور صادق تھے۔ اسی طرح تمام عیوب والی بیماریوں سے پاک تھے، تمام انبیاء کو وحی ان کی اپنی زبان کے مطابق آتی تھی اور ان پر وحی لانے والے فرشتہ کا نام حضرت جبرئیل تھا اور جس جگہ انبیاء کا انتقال ہوا وہی جگہ ان کا مدفن بنی، تمام انبیاء کا نام مفرد تھا اس کے برعکس مرزا غلام احمد قادیانی خائن اور جھوٹا تھا۔ مرزا نے براہین احمدیہ کی پچاس جلدیں لکھنے کے نام سے چندہ جمع کیا، رقم ہڑپ کرلی مگر پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ پورا نہیں کیا، اسی طرح مرزا قادیانی نے قرآن پر جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ ”قرآن میں قادیان کا ذکر“ ہے، بخاری شریف پر جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ بخاری شریف میں یہ لکھا ہوا ہے: ”ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی“ اسی طرح مرزا کو وحی انگریزی، اردو، عربی اور دیگر زبانوں میں آتی اور مرزا کے فرشتہ کا نام ٹیچی ٹیچی تھا، مرزا لاہور میں مرا اور اس کی لاش ریل گاڑی میں رکھ کر ہندوستان لائی گئی اور قادیان میں تدفین ہوئی، ایسے جھوٹے مدعی نبوت، کاذب دجال کے فتنہ سے امت مسلمہ کی رہنمائی ہماری ذمہ داری ہے، لہٰذا تمام طلبا اور عوام مل کر اپنے علاقہ میں تحفظ ختم نبوت کے مشن کو پھیلائیں۔

سید انوار الحسن شاہ صاحب کے والد کا سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے سرگرم رکن دفتر کے ناظم الامور جناب سید انوار الحسن شاہ صاحب کے والد گرامی طویل علالت کے بعد خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! مرحوم عمر کی ۸۰ دہائیاں گزار کر اگلے مرحلہ میں داخل ہو چکے تھے۔ زندگی سادہ، پروقار اور اسلامی اصولوں کی پاسداری میں گزارنے پر معمور رہے۔ بچوں کی تربیت اسلامی اقتدار کے مطابق کرنے کے درپے رہے اور کافی حد تک کامیاب رہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ گذر حال بھی خوب رہی اور اولاد کی نعمت سے بھی وافر حصہ پایا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی دینی محبت کو قبول فرمائے۔ اولاد کی دینداری ان کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رانا محمد انور، حاجی عبداللطیف، مفتی زکریا، ریاض الحق، مولانا مفتی عبداللہ حسن زئی، فیصل عرفان، کے علاوہ دیگر تمام جماعتی رفقائے کرام نے جنازہ میں شرکت کی۔ نماز جنازہ مجلس کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے آمنہ مسجد گلشن اقبال میں پڑھایا۔

ادارہ لولاک اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام مرکزی رہنما جناب سید انوار الحسن شاہ اور ان کے عزیز و اقارب کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین!

مرحلہ عالمیہ بنین کے اہل جامعات متوجہ ہوں

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی نصاب کمیٹی کے فیصلہ اور
مجلس عاملہ کی توثیق کے بعد کتاب

آئینہ قادیانیت

عالمیہ بنین سال اوّل (درجہ مشکوٰۃ) میں داخل نصاب ہوچکی ہے۔وفاق کے سالانہ امتحان الورقۃ الاولیٰ
میں نخبۃ الفکر اور التبیان فی علوم القرآن کے ساتھ ایک سوال آئینہ قادیانیت سے بھی ہوگا

کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے
تمام دفاتر سے اصل لاگت پر دستیاب ہے

منجانب (حضرت مولانا) محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان و مہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کا دو روزہ روحانی و اصلاحی

اجتماع
عظیم الشان

بیاد
خواجہ خواجگان قطب الاقطاب
حضرت مولانا خواجہ
خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں میانوالی

بیاد
ولی کامل عالم باعمل
حضرت مولانا حافظ استاد
احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا

زیر شفقت
جانشین میر کارواں
جگر گوشہ خواجہ خواجگان
حضرت مولانا خواجہ
عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر سرپرستی
جانشین خواجہ خواجگان
پیر طریقت ولی ابن ولی
حضرت مولانا خواجہ
خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

زیر نگرانی
ولی کامل حضرت مولانا خواجہ
رشید احمد صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا ساہیوال
مرکز سراجیہ لاہور

مہمان خصوصی
صاحبزادہ خواجہ
سعید احمد صاحب مدظلہ العالی

مہمان خصوصی
صاحبزادہ خواجہ
نجیب احمد صاحب مدظلہ العالی

بمقام **خانقاہ احمدیہ سراجیہ**
دادڑہ بالا شریف ہڑپہ ساہیوال
بروز ہفتہ اتوار **17 18 مارچ 2012**
اوقات کار: 17 مارچ صبح 9:00 سے
18 مارچ سہ پہر 4:00 بجے دعا ہوگی۔
باہر سے تشریف لانے والے شرکاء کیلئے قیام و طعام کا مکمل انتظام ہوگا

اجتماع میں حضرت خواجہ صاحبؒ کے خلفاء عظام، ملک بھر کے جید علماء کرام اور مشہور نعت خواں حضرات تشریف لا رہے ہیں۔ تمام مسلمان حضرات بالخصوص متوسلین سلسلہ پاک بھرپور طریقے سے شرکت کریں۔

الداعی الی الخیر: خدام خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا ہڑپہ ضلع ساہیوال
0333-4348348
0300-4635848
0321-6925210
0303-7531701

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

بتاریخ 7 اپریل 2012 بروز ہفتہ بعد نماز مغرب

تاریخی عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

بلدیہ گراؤنڈ ساہیوال

زیر صدارت
حضرت اقدس
مولانا عبدالمجید لدھیانوی

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال

رابطہ نمبرز
0300-7832358
0300-6347103
0300-4304277

بتاریخ 14 اپریل 2012 بروز ہفتہ بعد نماز مغرب

تاریخی عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری ہائی سکول پھالیہ

زیر صدارت
حضرت اقدس
مولانا عبدالمجید لدھیانوی

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پھالیہ

رابطہ نمبرز
0300-8032577
0300-6347103
0300-4304277

بتاریخ 21 اپریل 2012 بروز ہفتہ بعد نماز مغرب

تاریخی عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

شالیمار چوک لاہور

زیر صدارت
حضرت اقدس
مولانا عبدالمجید لدھیانوی

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور

رابطہ نمبرز
0300-4304277
0300-9496702
0300-4279021